

مرشدِ حیدرآبادی

65

کے

ارشاداتِ حقانی

از

مولانا محمد حنیف یزدانی

ناشر



مکتبہ نذیر پبلیشرز و پرنٹرز

۲۹۷۶۴۲

۳۲۱۷۳

۱۷۷۰۱

سلسلہ تبلیغ نمبر

DATA ENTERED

نام کتاب ——— مرشدِ جیلانی کے ارشاداتِ حقانی

نام مؤلف ——— مولانا محمد حنیف یزدانی

مکتبہ ——— سرفراز مرکز مکتبہ کچہری بازار لائل پور

طباعت ——— مسعود پرنٹرز ۸۸ مکی روڈ لاہور

صفحات ——— ۱۰۴

قیمت ——— تین روپے

ناشر ——— مکتبہ نذیریہ چیچ وطنی ضلع ساہیوال

تاریخ اشاعت ——— ۲۸ ذیقعد ۱۳۸۸ھ

۱۵ فروری ۱۹۶۹ء

بیروز منقشہ

15.10.12

حضرت شیخ سید عبدالقادر جمیلانی رحمۃ اللہ علیہ

کے

پچھلے عقیدت مندوں کے نام!

○

پچھلے عقیدت مندوں کے نام!

NO. 5.00

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱-	عرض مولف	۸	۲۰-	آداب شرع کی نگہداشت	۲۱
۲	تحقیق انیسویں دربارہ غنیۃ الطالبین	۱۱	۲۱-	حسد کی برائی	۲۲
۳-	حالات شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	۱۳	۲۲-	تصوف اور اس کی بنیاد	۲۳
۴-	نسب شریف	۱۳	۲۳-	وفات	۲۳
۵-	ولادت باسعادت	۱۳	۲۴-	اولاد	۲۵
۶-	حصول علم کے لیے سفر	۱۳	۲۵-	توحید	۲۶
۷-	والدہ ماجدہ کی نصیحت	۱۳	۲۶-	ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے	
۸-	ڈاکوؤں کا توبہ کرنا	۱۵		مثل قیدی کے ہے۔	۲۷
۹-	تحصیل علم	۱۵	۲۷-	ہر طرح کا نفع و نقصان اللہ تعالیٰ کے	
۱۰-	سلوک	۱۵		کے اختیار میں ہے۔	۲۸
۱۱-	شیطان کا دھوکہ دینا اور اس سے بچ جانا	۱۵	۲۸-	معتبر، مستند تفاسیر کے حوالہ جات	۲۸
۱۲-	تصانیف	۱۶	۲۹-	تفسیر کبیر	۲۸
۱۳-	حلیہ مبارک	۱۶	۳۰-	تفسیر خازن	۲۹
۱۴-	مجالس و عظ	۱۶	۳۱-	تفسیر ابن کثیر	۲۹
۱۵-	کرامات عظیمہ و اخلاق حسنہ	۱۶	۳۲-	تفسیر خازن	۳۰
۱۶-	ارشادات گرامی	۱۷	۳۳-	وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	۳۲
۱۷-	حسن معاشرت	۱۷	۳۴-	قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کا فتویٰ	۳۲
۱۸-	صوفی اور متصوف	۱۸	۳۵-	مولانا عبدالحی لکھنویؒ کا فتویٰ	۳۲
۱۹-	امر بالمعروف نہی عن المنکر	۱۹	۳۶-	اہل بدعت کے ہاں اس وظیفہ کی اہمیت	۳۲

- ۳۷ - اہل بدعت سے چند سوالات ۳۲
- ۳۸ - شاہ جیلانی کے بتائے ہوئے وظائف ۳۳
- ۳۹ - حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ کا الہام ۳۴
- ۴۰ - حضرت امام ابو حنیفہؒ کا فرمان ۳۴
- ۴۱ - کیا شاہ جیلانیؒ کے نام کی وہابی شرعاً جائز ہے۔ ۳۵
- ۴۲ - مولانا عبدالحی لکھنوی حنفیؒ کی طرف سے جواب ۳۵
- ۴۳ - بریلوی حضرات کے عقائد ۳۵
- ۴۴ - بزرگان دین کے متعلق من گھڑت روایات ۳۸
- ۴۵ - مخلوق سے مانگنے والا بے عقل ہے ۴۴
- ۴۶ - ہر چیز کا فاعل اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۴۴
- ۴۷ - حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عجیب و غریب واقعہ ۴۴
- ۴۸ - اللہ تعالیٰ ہی نافع و ضار ہے ۴۵
- ۴۹ - خدا کی لکھی ہوئی تقدیر کوئی نہیں بدل سکتا۔ ۴۵
- ۵۰ - شاہ جیلانیؒ کا فرمان ۴۶
- ۵۱ - حدیث شریف ۴۶
- ۵۲ - شاہ جیلانیؒ کے متعلق جھوٹی کرامات ۴۷
- ۵۳ - کرامت و معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ ۵۰
- ۵۴ - شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا فرمان ۵۰
- ۵۵ - حضرت مجدد شیخ احمد فاروقی سرسبزیؒ کا فیصلہ کن ارشاد ۵۱
- ۵۶ - صرف خدا سے مانگو ۵۱
- ۵۷ - لفظ الہ (معبود) کا معنی ۵۱
- ۵۸ - اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز بت ہے ۵۱
- ۵۹ - آیت ۲ حوالہ ۲ ۵۲
- ۶۰ - آیت ۲ حوالہ ۲ ۵۲
- ۶۱ - آیت ۳ حوالہ ۳ ۵۳
- ۶۲ - آیت ۴ حوالہ ۴ ۵۳
- ۶۳ - آیت ۵ حوالہ ۵ بخاری شریف ۵۴
- کتاب التفسیر
- ۶۴ - آیت ۶ حوالہ ۶ ۵۴
- ۶۵ - آیت ۷ حوالہ ۷ ۵۵
- ۶۶ - حوالہ ۸ بخاری شریف ۵۶
- ۶۷ - حوالہ ۹ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا فرمان ۵۶
- ۶۸ - حوالہ ۱۰ حضرت امام فخر الدینؒ کا فرمان ۵۶
- رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ۵۷
- ۶۹ - شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا فرمان ۵۸
- ۷۰ - حوالہ ۱۱ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا فرمان ۵۸
- کا دوسرا فرمان ۵۹
- ۷۱ - حوالہ ۱۳ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا فرمان ۵۹
- محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ۵۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۷۲	حوالہ ۱۴ حضرت شاہ عبد العزیز	۵۹	۸۵	حوالہ ۲۷ حدیث ۷	۶۸
	محدث دہلوی کا دوسرا فرمان		۸۶	حوالہ ۲۸ حدیث ۸	۶۹
۷۳	حوالہ ۱۵ حضرت شاہ عبد العزیز		۸۷	نتیجہ و خلاصہ	۷۰
	محدث دہلوی کا تیسرا فرمان		۸۸	حضرت شاہ جیلانی کا آخری پیغام اپنے	
۷۴	حوالہ ۱۶ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا			مریدوں کے نام	۷۰
	فرمان	۶۰	۸۹	غیب دانی سے انکار اور بدعتی ثقافت	
۷۵	حوالہ ۱۷ حضرت شاہ غلام علی دہلوی			سے محروم	۷۱
	کافرمان	۶۱	۹۰	مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی	
۷۶	حوالہ ۱۸ قرآن پاک کا فیصلہ	۶۱		کا عقیدہ	۷۱
۷۷	حوالہ ۱۹ حضرت شاہ عبد العزیز محدث		۹۱	عالم جمع ماکان مایکون رافضیوں کا	
	دہلوی کافرمان	۶۲		عقیدہ ہے	۷۱
۷۸	حوالہ ۲۰ حضرت شیخ عبد الحق دہلوی		۹۲	بریلوی حضرات کے اعلیٰ حضرت کا	
	کافرمان	۶۲		فیصلہ کن ارشاد	۷۲
۷۹	حوالہ ۲۱ حدیث شریف کا فیصلہ		۹۳	بریلوی داعین کے لیے لمحہ فکریہ	۷۲
	مع تشریح انہ شیخ عبد الحق دہلوی	۶۳	۹۴	چند آیات کریمات بابرکات	۷۲
	اور شاہ اسماعیل شہید	۶۴	۹۵	ایت ۷-۶-۵-۴-۳-۲-۱	
۸۰	حوالہ ۲۲ حدیث پاک کا فیصلہ	۶۵	۹۶	لفظ عالم الغیب کی تشریح	۷۴
۸۱	حوالہ ۲۳ حدیث شریف ۳	۶۵	۹۷	اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں	۷۵
۸۲	حوالہ ۲۴ حدیث ۲ مع تشریح		۹۸	چند آیات کریمات	۷۶
	حضرت اسماعیل شہید	۶۶	۹۹	شیخ سعدی کا فیصلہ کن ارشاد	۷۷
۸۳	حوالہ ۲۵ حدیث شریف ۵	۶۷	۱۰۰	بریلوی حضرات کے اعلیٰ حضرت کے	
۸۴	حوالہ ۲۶ حدیث ۶	۶۸		فیصلہ کن ارشاد ۲-۳-۲-۱	۷۹

صفحہ	عنوان	نمبر شمار	صفحہ	عنوان	نمبر شمار
	بریلوی حضرات کے حکیم الامت	۱۱۶		قرآن مجید سے مختلف واقعات	۱۰۱
	مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی		۸۰	عمر ۱-۲-۳-۴-۵	
۹۷	کا ترجمہ غلط کرنا		۸۲	حدیث شریف سے ۱۵ واقعات	۱۰۲
۹۹	تمام فقہاء حنفیہ کا متفقہ فیصلہ	۱۱۷	۸۸	حضرت شاہ جیلانی کا فیصلہ کن ارشاد	۱۰۳
۱۰۰	بریلوی حضرات کے لیے لمحہ فکریہ	۱۱۸	۸۸	حضرت پیر صاحبؒ کے ارشاد کی مزید	۱۰۴
	تمت بالجیر	۱۱۹		تشریح	
			۸۸	چند آیات	۱۰۵
				علم قیامت	۱۰۶
			۸۹	چند آیات	۱۰۷
			۹۰	امام ابن کثیرؒ کا فرمان	۱۰۸
				حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فیصلہ کن	۱۰۹
			۹۱	ارشاد	
				حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فیصلہ کن	۱۱۰
			۹۱	ارشاد	
				حضرت امام ابو حنیفہؒ کا فیصلہ کن	۱۱۱
			۹۱	ارشاد	
			۹۱	معتبر تفسیر کے چند حوالہ جات	۱۱۲
				حدیث جبرائیل علیہ السلام مع ترجمہ	۱۱۳
			۹۳	و تشریح شیخ عبدالحق دہلویؒ	
				حضرت شیخ دہلویؒ کا دوسرا	۱۱۴
			۹۵	فیصلہ کن ارشاد	
				امام ابن کثیرؒ کا فیصلہ کن ارشاد	۱۱۵

عرضِ مولف

حمد و سپاس اس ذات یکتا و یگانہ کے لیے ہے جو اپنی حکمت اور مشیت کے تحت اپنے بندگان سے دینِ محکم کی استواری کے لیے خدمت لے لیتا ہے اور اپنے القائے خاص سے توازن کر مطلوبہ مقاصد کی تکمیل پر مامور کر دیتا ہے۔ نیز ادارہ نائٹائستہ کی دستبرد سے دینِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حفظ و بقا کا کام سرانجام فرماتا رہتا ہے اس طرح وہ اپنے تدبیرِ کامل سے اپنے ناچیز اور حقیر انسانوں سے ان ضروریات کا اتمام کر لیتا ہے جن کا معدوم ہونا نوعِ انسانی کے لیے نقصانِ عظیم کا باعث ہو سکتا ہو۔ بعد ازاں درودِ سلام ہو۔ اس نبی برحق پر جس کے ارشادِ حقیقت آگین اور نورائے وحدتِ سرمدی سے ہمیں دین کا ہم حاصل ہوا۔

آنا بعد اس احقر العیاد طالب الرشاد کی دیرینہ آرزو تھی کہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو افادہ عام کی غرض سے احاطہ تحریر میں لایا جائے۔ اسلام میں چونکہ "مسئلہ توحید" بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور لوگوں کو اس اہم مسئلہ میں ٹھوکر لگی ہے تو مناسب یہ سمجھا کہ "مسئلہ توحید" کو حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تصانیف غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب وغیرہ سے واضح کیا جائے۔ خدا کی شان ہے کہ جس مسئلہ کو حضرت شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر بیان کرتے رہے ان کے عقیدت مندوں کو اس مسئلہ کے سمجھنے میں دھوکا ہوا۔ بجائے اس کے کہ خداوند تعالیٰ کی پوجا اور بندگی کی جاتی حضرت شاہ جیلانی کی بندگی شروع ہو گئی اور تمام خدائی اوصاف انہیں شمار ہونے لگے اور حضرت شاہ جیلانی کو حاجت روا، مشکل کشا، مصیبتیں دور کرنے والا، عالم الغیب، حاضر ناظر، نذر و نیاز کے لائق سمجھا گیا اپنی کے نام کی نماز صلوٰۃ الغوثیہ اور ان ہی نام کا وظیفہ یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی جیلانی شیعاً اللہ مشروع ہو گیا۔ نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے حضرت شاہ جیلانی کی مسنون زندگی سے کچھ سبق نہ سیکھا ان کی روش اختیار نہ کی ان کی مذہبی زندگی کو نہ اپنایا۔ حضرت جیلانی نے جو تبلیغ مسلمانوں میں کی ہے جو عقائد انہوں نے طالبین کو تعلیم فرمائے اور توحیدِ خداوندی کی مشعلیں روشن کی ہیں۔ کتاب و سنت کے جس چشمہ ہدیٰ کی ساقی گری کی ہے افسوس۔ سادہ دل مسلمان ان تمام باتوں سے نا آشنا رہے ہیں۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ عامۃ المسلمین کو حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے ارشادات سے برہمنیت اور پاپائیت نے جان بوجھ کر بے خبر کر رکھا ہے۔ علماء سوء نے ان کو کتمانِ حق کے تنگ دائرہ زندان کا اسیر بنا دیا۔ اپنی زندگی میں عقائد و اعمال کا جو

سرفینک محل حضرت شیخؒ نے تعمیر کیا تھا۔ ”درویشی“ نے اس میں مسلمانوں کو قدم نہیں رکھنے دیا۔ کماؤ تصوف نے اس ”کوچہ“ کا پتہ نہیں دیا۔ اگر حضرت شیخؒ کا مسلمانوں سے تعارف کرایا ہے تو صرف ندر و تیار اور گیارہویں کے ذریعہ ہی کرایا ہے۔

مشکل دہریہ میں تشریح طلب اور بھی تھے
ہم حدیث لب و رخسار سے آگے نہ گئے

اسلام نام ہے قرآن اور حدیث کا۔ قرآن اور حدیث کے ہوتے ہوئے کسی کے قول و کردار کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ دین ان ہی دو چیزوں پر مکمل ہو چکا ہے۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان بہت بزرگ اور ولی اللہ مانتے ہیں لیکن ان کی ذات میں بہت غلو کرتے ہیں اور بہت سے غیر اسلامی عقائد و اعمال ان کی ذات سے وابستہ کر رکھے ہیں اور ان کو غلط سمجھا ہے ان غلط فہمیوں، غلط کوشیوں اور غلط قدموں کی اصلاح کے لیے ہم اس رسالہ ہدایت مقالہ میں حضرت شیخ جیلانیؒ کے ملفوظات اور ارشادات پیش کرتے ہیں۔ من و ون اللہ کی بحث کو ہم نے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے کیونکہ یہی ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں عوام اور خواص دونوں کو بھٹو کر لگی ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں بالوصفاً یہ بات آئی ہے کہ جب خدائی اوصاف کسی اور میں تسلیم کئے جائیں تو وہ من و ون اللہ میں آجاتا ہے۔ چاہے انبیاء کرام و اولیائے عظام کیوں نہ ہوں۔ آخر یہودیوں عیسائیوں کی گمراہی کا سبب کیا ہے یہی کہ انہوں نے ان نبیوں کو منظر ذات الہی جانا تو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں عیسائیوں کو مشرک قرار دیا۔ بزرگ بہر حال بزرگ ہیں خدا نہیں ہیں۔ اور یہ بات صرف لفظ خدا استعمال کرنے سے ان کو خدا نہیں بناتی بلکہ خدائی اوصاف کسی اور میں ماننا خدا بنانا ہی ہے۔ مسئلہ علم غیب کو بھی بتشریح بیان کیا گیا ہے کیونکہ یہ ایک نہایت اہم خدائی صفت ہے۔ ہر وقت ہر ایک چیز کا جاننا ذرہ ذرہ پتہ پتہ، قطرہ قطرہ بال بالی کا علم خداوند تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہے اور جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر لا یا غوثؒ کا وظیفہ کیا معنی رکھتا ہے۔ اس لیے ہر وقت ہر ایک چیز کا جاننا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بس میں نہیں ہے تو جب یہ چیز ان کے اختیار میں نہیں تو فریادرسی، حاجت روائی، مشکل کشائی کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے اور ہم نے ان تمام مسائل کو حضرت ایشیخ علیہ الرحمۃ کے ارشادات کے علاوہ قرآن و حدیث اور اقوال بزرگان خصوصاً اجلہ حقیقہ علماء کرام و صوفیاء عظام سے حل کیا ہے اور اس سلسلہ میں آنا

علمی مواد جمع کیا ہے کہ شاید ہی ناظرین کرام کو بتاؤ کہ یہی یکجا میسر آئے۔ شروع میں "تحقیق انبئق" کے عنوان سے "غنیۃ الطالبین" کو حضرت شیخ علیہ الرحمۃ ہی کی کتاب ثابت کیا ہے جس کو ناظرین مطالعہ فرماتے کے بعد حتمی و قطعی طور پر کہہ سکیں گے کہ واقعی فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین آپ ہی کی جلیل القدر تصانیف ہیں کتنا اندھیر ہے کہ ایک طرف تو آپ سے اتنی عقیدت اور وہ بھی اندھی اور دوسری طرف آپ کی تصنیف غنیۃ الطالبین سے صاف انکار۔ ٹھیک ہے "خدا جب کسی کو دین کا فہم نہیں بخشا تو اس سے عقل بھی چھین لیتا ہے" ہم نے اس کتاب مستطاب مفید شیخ و شاب کا نام "مرشد جیلانی کے ارشادات حقانی دربارہ توحید ربانی" بتجویر کیا ہے۔ یہ پیارا نام دراصل جماعت اہل حدیث کے نامور عالم دین محترم مولانا عطاء اللہ صاحب حنیف ندظلہ العالی محشی سنن نسائی و حیات امام ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل و امام ابن تیمیہ رحم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و کتب کثیرہ علمیہ نے منتخب فرمایا ہے جو کہ ہم نے بس و چشم و بصدق دل پسند کیا ہے۔ ناظرین باتمکین سے ہم پر خلوص گذارش کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو مذہبی یا فقیہی گردہی اور جماعتی تعصب کو بلائے طاق رکھتے ہوئے مطالعہ فرمادیں گے تو انشاء اللہ اس کے مضامین عین کتاب و سنت کے مطابق پائیں گے۔ اور اگر وہ کوئی لفظی ستم پائیں تو برائے مہربانی اطلاع دیں تاکہ ایڈیٹر میں اسکی اصلاح کی جائے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزی انکساری اور تضرع و زاری سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں زیادہ سے زیادہ خلوص کی دولت عطا فرمائے اور ہمیں پوری زندگی "توحید و سنت" پر قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

برجنگ یا رحم الرحیمین۔

محمد حنیف بزدانی چیف وطنی ضلع ساہیوال
۲۴ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ - ۶ مارچ ۱۹۶۷ء

تحقیق نثری در غنیۃ الطالبین

از مؤلف

ناظرین یا تمکین! جب مسئلہ توحید نہایت تفصیل و تشریح کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف غنیۃ الطالبین سے پیش کیا جاتا ہے تو غنیۃ الطالبین کا نام سنتے ہی آپ کے "مریدان خاص" انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کتاب آپ کی ہے ہی نہیں حالانکہ شروع سے لے کر آج تک تمام علماء امت اس کتاب کے حوالہ جات اپنی اپنی کتابوں میں درج کرتے آئے ہیں۔ امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۲ھ نے شرح فقہ اکبر مطبع مجنبتی صفحہ ۹۰ پر غنیۃ الطالبین کو آپ کی تصنیف قرار دیا ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۳۴ھ نے اپنے مکتوبات شریف کی دوسری جلد مطبع نول کشور صفحہ ۸۱۳ مکتوب ۶۶ میں اس کتاب کے حوالے دیئے ہیں۔

امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات ختابلہ جلد اول میں حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں غنیۃ الطالبین کو ان کی تصنیف قرار دیا ہے۔ امام عبدالوہاب شمرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الیواقیت و الجواہر میں روایت باری تعالیٰ کے مسئلہ میں غنیۃ الطالبین کا حوالہ دیا ہے۔ شیخ عبدالرحمن محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۵۲ھ نے بھی فتوح الغیب کی شرح فارسی میں غنیۃ الطالبین کا ذکر کیا ہے اور جناب شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین کا ترجمہ بھی فارسی زبان میں لکھا۔ حیات شیخ عبدالرحمن محدث دہلوی شائع کردہ ندوۃ المصنفین دہلی صفحہ ۱۸۳۔

مولانا عبدالحکیم صاحب یا کوٹی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۶۸ھ نے بھی غنیۃ الطالبین کا ترجمہ فارسی زبان میں لکھا۔ حدائق الختفہ صفحہ ۴۱۲۔ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۲۲ھ نے اپنے مکاتیب صفحہ ۸۶ مکتوب ۸۸ پر غنیۃ الطالبین کو شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف قرار دیا ہے۔ مولانا عبدالرحمن صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۰۸ھ محشی ہذا پر شرح وقایہ نے بھی اپنے فتاویٰ جلد اول صفحہ ۴۴ پر غنیۃ الطالبین کو آپ کی تصنیف قرار دیا ہے۔

ہندوستان میں سب سے پہلے مولود و فاتحہ کے جواز پر جو کتاب النوار سا طبع مولوی
عبد السميع صاحب رامپوری نے لکھی اس پر بریلوی جماعت کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب کی
چار صفحات کی تصدیق و تقریظ ہے النوار سا طبع مطبع نعیمی مراد آباد صفحہ ۲۰ پر عنایت الطالبین کو حضرت ایشیخ
کی کتاب لکھا ہے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہ تیری

بریلوی جماعت کے مشہور داعی مولوی محمد عمر صاحب اچھڑوی لاہور نے اپنی تالیف مقياس
حقیقت میں عنایت الطالبین کو حضرت پر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لکھا ہے۔ یاد رہے مولوی صاحب
اچھڑوی کی کتاب پر ابوالحسنات مولوی محمد احمد صاحب سابق خطیب مسجد وزیر خاں لاہور مولوی سردار احمد
صاحب لائل پوری اور مولوی عنایت اللہ صاحب ساڑھل ان تینوں صاحبوں کی تصدیق و تقریظ ہے
اول الذکر دونوں صاحب فوت ہو چکے ہیں اور آخر الذکر مولوی صاحب ابھی تک حیات ہیں۔

ناظرین! اب آپ نے اندازہ لگالیا ہو گا کہ عنایت الطالبین حضرت شیخ بیہد عبدالقادر جیلانی
رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تصنیف ہے اور اب جو لوگ اس کتاب کا انکار کرتے ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے
کہ آپ نے اپنی کتابوں میں اسلام کا بنیادی مسئلہ "توحید" نہایت وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان
کیا ہے اور موجودہ "قبر پرستی" کو بھی آپ نے عین شرک قرار دیا ہے۔ اس کتاب کے حوالہ جات کو
دیکھ کر آنکھیں تو بند نہیں ہوتیں لیکن فرارگی آسان راہ یہی ہے کہ سوسے اس کتاب ہی کا انکار کر دیا
جائے تاکہ نہ رہے بانس نہ بکے بالنسری۔

ہم بھی آپ کی تصانیف کو صحیفہ آسمانی نہیں سمجھتے ہیں لیکن آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں
مسئلہ "توحید" کچھ اس طرح بیان فرمایا کہ ان کتابوں کو سینے سے لگانے کو دل چاہتا ہے۔ آخر میں دعا
ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مسئلہ توحید سمجھنے کی توفیق بخشے جس پر ہماری نجات کا دار مدار ہے۔ آمین
ثم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

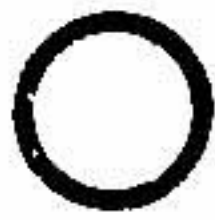
ہزاروں سال نرس اپنی بے فوری پڑتی ہے
 بڑی مشکل سے ہوتا ہے جن میں دیر و پید

مختصر

سوانح حیات

حضرت شیخ سید عبدالقادر حیلانی

رحمۃ اللہ علیہما



حالات سید عبدالقادر جیلانی

حضرت عبدالقادر جیلانی حسنی و حسینی سادات کرام سے تعلق رکھتے ہیں۔ آبائی سلسلہ نسب :- حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور مادری سلسلہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کا نسب بلحاظ مختلف قرابتوں کے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے بھی ملتا ہے۔ اس لیے آپ صدیقی، فاروقی اور عثمانی بھی ہیں۔ آپ کا وطن گیلان ہے۔ جس کو جیلان بھی کہتے ہیں۔ والد بزرگوار کا اسم گرامی ابو صالح موسیٰ جنگی دوست ہے۔ والدہ ماجدہ کا اسم شریف ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ نانا ابو عبد اللہ الصومعی اولیاء کرام میں سے ہیں۔ اسی لیے حضرت جب تک گیلان میں رونق افروز رہے سبط ابو عبد اللہ کے لقب سے مشہور تھے۔ ولادت مبارک ۳۴ھ میں ہوئی۔ تاریخ ولادت عشق ۶۰ھ ہے۔ اٹھارہ برس کی عمر تک آپ وطن عزیز میں مقیم رہے اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بالآخر جاذبہ ربانی ظہور پذیر ہوا اور ادویا فرمایا گیا کہ کسی کام کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ ۳۸ھ میں والدہ ماجدہ سے اجازت چاہی کہ بعد از جائیں اور صلحا کی زیارت اور حصول علم سے مستفید ہوں۔ محمد مرہ نے اجازت فرمائی۔ شوہری ترکہ میں سے انہی اشرفیاں تھیں۔ چالیس حضرت کو دیں۔ چالیس دوسرے فرزند کو۔ حضرت کے حصے کی ایک مرقع (گڈڑی) میں بغل کے نیچے سی دیں۔ چلتے وقت فرمایا میں نے اپنا حق معاف فرمایا اب قیامت تک تمہاری صورت دیکھنے کو نہ ملے گی۔ یہ عہد لیا کہ ہر حال میں صبح بولنا۔ حضرت والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ایک مقام پر ساٹھ سوار قافلے پر حملہ آور ہوئے۔ سب قافلے والوں کو گرفتار کر لیا۔ آپ سے معاوضہ نہیں کیا۔ بالآخر ایک راہزن نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے فرمایا چالیس اشرفیاں۔ پوچھا کہاں ہیں۔ فرمایا گڈڑی میں بغل کے نیچے سلی ہوئی ہیں وہ سمجھا کہ مذاق ہے چلا گیا۔ ایک دوسرے ڈاکو سے بھی یہی گفتگو ہوئی۔ پھر تیسرے سے۔ آخر انہوں نے اپنے سردار سے یہ ماجرا بیان کیا۔ اس نے بلا کر آپ سے پوچھا۔ حضرت کا وہی جواب تھا۔ ڈاکو اس وقت ایک ٹیلہ پر مال تقسیم کر رہے تھے جو اب

سن کر سردار نے کہا۔ گڈری ادھیڑ۔ ادھیڑی گئی۔ پوری چالیس اشرفیاں نکلیں۔ تعجب سے پوچھا اپنا راز کیوں فاش کیا۔ فرمایا والدہ نے عہد لیا ہے کہ ہر حال میں سچ بولنا میں ان کے عہد میں خیانت نہیں کر سکتا۔ یہ کلام بہ تاثیر زبان سے نکلتا تھا کہ سردار کے دل میں اثر کر گیا رویا اور کہا تم اپنی ماں کے عہد میں خیانت نہیں کرتے۔ میں اپنے پروردگار کے عہد میں ساہا سال سے خیانت کر رہا ہوں۔ اسی وقت توبہ کی۔ رقعہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ تم راہزنی میں سردار تھے تو توبہ کے بھی سردار بنو۔ یہ کہہ کر سب نے توبہ کی اور مال قافلے والوں کو واپس دے دیا۔ حضرت نے فرمایا ہے یہ پہلا گروہ تھا جس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ حضرت نے یہ واقعہ خود زبان مبارک سے اس وقت بیان فرمایا تھا جب کسی نے سوال کیا تھا کہ آپ کی ترقی کی بنیاد کیا فرمایا صدق۔ میں نے کبھی جھوٹ نہیں کہا۔ اس زمانے میں بھی جب میں چھوٹا تھا اور مکتب میں پڑھتا تھا۔

تحصیل علم۔ بغداد پہنچ کر پوری محنت اور کوشش سے تحصیل علم کی۔ اقل قرآن مجید کو پوری روایت اور دراعت کے ساتھ حاصل کیا۔ یعنی قراتیں سیکھیں اور سمجھ کر پڑھا۔ پھر ممتاز محمد ثنین سے علم حدیث کی تحصیل اور دوسرے علوم کی بھی تکمیل کی۔ اس طرح اصول و فروع مذہب اور اخلاقیات غرض جملہ علوم کی تکمیل کی۔ اسی شان اور امتیاز کے ساتھ نہ صرف بغداد بلکہ تمام ممالک کے علماء سے ممتاز اور نائٹ ہو گئے۔ اور مرجع علماء بن گئے۔

سلوک۔ سلوک میں ریاضات شاقہ فرمائیں اور مجاہدات عظیم کئے خود فرماتے ہیں کہ کچھ برس تک میں عالم تعزید میں عراق کے جنگل اور ویرانوں میں پھر مارا رہوں نہ مجھ کو کوئی پہنچاتا تھا نہ میں کسی کو۔ فرماتے ہیں دوران یساحت میں ایک بار سارا اتق روشن ہو گیا۔ اس میں ایک عجیب صورت حجر پر ظاہر ہوئی اس نے آواز بلند مجھ سے کہا کہ اے عبدالقادر میں تیرا پروردگار ہوں جو دوسروں پر حرام ہے وہ میں نے تجھ پر حلال کر دیا جو چاہو گے وہ پاؤ گے۔ جو چاہے کرو۔ میں نے کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ یہ پڑھتے ہی روشنی کا نور تھی اور تاریکی میں وہ صورت غائب۔ دور جا کر کہا اے عبدالقادر اپنے علم اور فقہ کی وجہ سے تم مجھ سے بچ گئے۔ میرے اس فریب میں پھنس کر ستر آدمی ایسے تباہ ہوئے کہ پھر راستہ نہ ملا۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے کیسا علم اور ہدایت عطا فرمائی ہے میں نے کہا اللہ الفضل والمن ومنہ المہدایۃ فی البدایہ والہمایہ یہ اللہ ہی کا فضل اور احسان ہے اور ابتدا و

انتہاء میں اسی کی ہدایت ملتی ہے۔ الغرض فراغ علم اور ریاضت و مجاہدہ کے بعد حضرت قیام بغداد (جو اس وقت مرکز عالم تھا) اور ترک سیاحت پر مامور ہوئے۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخلوق پر ظاہر فرمایا۔ قبول عظیم اور عظمت تمام عطا فرمائی۔ ایک عظیم الشان مدرسہ تیار ہوا۔ اس میں درس و فتویٰ و فیض حضرت نے جاری فرمایا۔ مجالس و عظ جاری ہوئیں علماء فقہاء اور صلحا کی ایک جماعت کثیر جمع ہو گئی جو کلام مبارک اور صحبت شریف سے مستفید ہوتی۔ عراق میں ذات مبارک مریدین کی تربیت کا مرجع بن گئی۔ حتیٰ کی نصرت قول و فعل سے فرمائی۔ مفید کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب مشہور عالم ہیں۔ فوائد و مواظبے نظیر املا فرمائے جن کا مجموعہ الفتح الربانی ہے۔ علم اصول و فروع کو براہین سے مضبوط فرمایا۔ احکام کو عقل و نقل و دونوں سے واضح فرمایا۔ یہاں تک کہ سارا آفاق صیت کمال سے گونج اٹھا حضرت سے ۳۳ برس افتاء کا فیض جاری رہا۔

بدن نحیف، قد میاں، رنگ گندم گوں۔ سینہ مبارک چوڑا۔ ریش اقدس عریض
حلیہ مبارک :- وطویل ابروئے مبارک پیوستہ صورت مبارک شاندار باوقار، آواز بلند اور اس
 میں ایک گونہ سرعت دور و نزدیک یکساں سنی جاتی۔ قرب و بعد کا اثر نہ ہوتا۔ آپ کے کلام فیض انضمام
 کے رعب سے سننے والے پر ہیبت طاری ہو جاتی۔ سوائے سکوت اور خاموشی کے کوئی چارہ نہ رہتا۔
 کیسا ہی قسی القلب انسان ہوتا جمال مبارک دیکھ کر اس کا دل نرم ہو جاتا۔

حضرت نے چالیس برس و عظ فرمایا۔ ۵۲۱ھ سے ۵۶۱ھ تک خود
مجالس و عظ :- ارشاد فرمایا ہے کہ ابتداء میرے وعظ میں تین چار آدمی ہوتے تھے۔ ہجوم
 بڑھا تو شہر میں ایک وسیع موقع پید و عظ ہونے لگا۔ کثرت حاضرین نے یہ مقام بھی تنگ کر دیا تو شہر سے
 باہر عید گاہ میں وعظ ہونے لگا۔ سواریوں پر اس کثرت سے حاضرین آتے کہ مجلس کے چاروں طرف
 سواریوں کا حصار ہو جاتا۔ ستر ہزار تک حاضرین کا اندازہ ہوا۔ چار صد علماء و اہل علم لیکر بیٹھے کہ بیان تشریف لے کر
 باوجود جلالت قدر اور مرتبہ کے علو کے اور علم کی
کرامات عظیمہ اخلاق حسہ :- وسعت اور شان کی رفعت کے ہمیشہ ضعیفوں کے ساتھ

لہ دلو سے اگر کوئی دیکھتا تو "وہابی" نظر آتے۔ دباہوں باحلیہ ترمین کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں
 بیان فرمایا۔ سیماء التحلیق۔ عیرقون من الدین کما عیرق السهم من الرمی
 یا تو کنگن کو آرسی کیا ؟

نشست فرماتے۔ فقراء کے ساتھ تواضع فرماتے۔ بڑی عمر والوں کی توقیر فرماتے۔ چھوٹوں پر شفقت سلام میں ابتدا فرماتے۔ مہمانوں اور طلباء کی ہم نشینی میں خدمت محسوس کرتے۔ ان کی لغزشوں سے درگزر اور برائیوں سے چشم پوشی۔ کوئی قسم کھاتا قبول فرمایا کرتے۔ خواہ کتنا ہی چھوٹا بولتا۔ اپنے علم و کشف کا اس موقع پر اظہار نہ فرماتے۔ مہمانوں اور ہم نشینوں کے ساتھ اس قدر انکسار اور خوش خلقی کا برتاؤ فرماتے کہ کوئی نہ کرتا۔ آپ کے ہم عصر مشائخ میں سے حسن خلقی، وسعت صدر، کرم نفسی، دل کی شفقت، پابندی وقت اور عہد کی حفاظت میں کوئی بھی آپ کا ہمسر نہ تھا۔ فاسقوں، فاجروں، مغرور اور مال دار آدمیوں کے لیے کبھی قیام نہ فرماتے۔ امیروں اور وزیروں کے دروازے پر کبھی تشریف نہ لے جاتے۔ چہرہ مبارک ہمیشہ تروتازہ اور تابناک رہتا۔ برتاؤ میں نرمی تھی اور جفا شدید۔ اخلاق وسیع کریم۔ خصلت پاکیزہ، نہایت مہربان، نہایت شفیق نہایت باعظمت ہم نشین کا اعزاز فرماتے۔ منعموم آپ سے مل کر خوش ہوتا بیان اور کلام نہایت واضح تھا۔ آنسوؤں آنکھوں سے جلد رواں ہو جاتے۔ خشیت الہی بہت تھی اور ہیبت کثیر۔ فحش سے بہت دور تھے۔ احکام الہی کی توہین ہوتی تو شدید غضب ناک ہوتے۔ اپنے معاملے میں کبھی غصہ نہ فرماتے۔ نہ نگاہ بدلتے۔ سائل کو رو نہ فرماتے۔ اگر چہ تن کے کپڑے مانگتا۔ خلاصہ یہ کہ آداب شریعت کی پابندی آپ کا ظاہر تھا اور اوصاف حقیقت باطن۔

آپ فرماتے ہیں مستحق اور غیر مستحق سب سے سلوک کر دنا کہ حق تعالیٰ تم کو استحقاق عطا فرمائے۔ حضرت کی تصانیف غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب سے چند ضروری مطالب کا انتخاب لکھا جاتا ہے آپ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں۔

حسن معاشرت :- اپنے بھائیوں کے ساتھ حسن معاشرت رکھنی چاہیے۔ ان کے سامنے کشادہ پیشانی رہے۔ ترش رو نہ ہو۔ اگر خلاف شرع گناہ اور حد سے

متجاوز نہ ہو تو ان کی مرضی کے خلاف کوئی فعل نہ کرے۔ ان سے جھگڑا نہ کرے۔ صدمہ نہ کرے۔ ہمیشہ اپنے بھائیوں کا مددگار رہے۔ بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو۔ ان کی باتوں پر جو خلاف مزاج ہو تحمل کرے اور اذیت پر صبر۔ ان پر حسد نہ کرے۔ برائی فریب اور کھوٹ کا برتاؤ ان سے نہ کرے۔ غائبانہ غیبت کرے نہ در در برابر کہے۔ ان کی غیبت میں ان کے حقوق کی حفاظت رکھے جہاں تک ممکن ہو ان کا عیب چھپائے۔ اگر بیمار ہو تو مزاج پرسی کرے۔ اگر حالت مرض میں کسی مجبوری سے نہ جاسکے تو صحت کے بعد

جائے اور مبارک باد دے۔ اگر وہ اس کی بیماری پر سی کو نہ آئے تو برا نہ مانے۔ دل میں اس کی جانب سے معذرت کرے۔ اگر وہ اس کے بعد بیمار ہو جائے تو بدلہ نہ لے۔ بلکہ مزاج پر سی کرے۔ جو قطع تعلق کرے اس سے بے جو محروم کرے اس کو بخشے۔ جو زیادتی کرے اس کو معاف کرے۔ اگر کوئی برائی سے پیش آئے تو اس کی طرف سے مناسب عذر اپنے دل میں کرے۔ بد خیالی پر اپنے نفس کو بلا مت کرے۔ اپنا مال و دستوں کا مال سمجھے لیکن دوسروں کے مال پر بلا اجازت دست اندازی نہ کرے۔ اپنے تمام حرکات سکناات پر پرہیزگاری کا خیال رکھے۔ اگر کوئی بھائی اس کے ساتھ خوشی سے سلوک کرے تو جلد خوشی خوشی اس کے خوش کرنے کو قبول کرے اور سلوک کا احسان مانگے۔ کوئی شے کسی سے عاریتاً نہ لے۔ کسی کو خود عاریتاً دے تو واپسی کا تقاضا با مرکان نہ کرے۔ جب لینے والے نے کوئی چیز اپنی ضرورت سے طلب کی ہے تو مردانگی کے خلاف ہے کہ واپسی کا تقاضا کرے۔ اپنی ضرورت جہاں تک ممکن ہو جائیوں سے چھپائے تاکہ اس کی وجہ سے ان کے دل پر ایشان نہ ہوں اور دقت میں نہ پڑیں۔ اگر صدمہ یا غم لاحق ہو تو دوستوں پر ظاہر نہ کرے تاکہ وہ مشتوش نہ ہوں اور ان کا مزاج دسردور ہم برہم نہ ہو۔ اگر دوستوں میں سے کسی کو صدمہ پہنچ جائے اور وہ اس کو ضبط کر کے اپنے آپ کو مطمئن و مسرور ظاہر کرے تو چاہیے کہ یہ بھی فرحت و سرور کا اظہار کرے اور اس کو ناگوار حالت نہ دکھائے اور اپنی کیفیت اس سے مختلف نہ بنائے۔ زندگی خوبی سے بسر کرنی چاہیے۔ جب دل پر وحشت ہو تو حسن قلب پر گفتگو کر کے اپنے دل کو اس کی جانب متوجہ کرے تاکہ وحشت دور ہو جائے۔ ہر شخص کے ساتھ برتاؤ ایسا ہو کہ اس کو اپنی مرضی کا تابع بنانے کی کوشش نہ کرے بلکہ اس کی خوشی کا لحاظ رکھے جہاں تک خلاف شرع نہ ہو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیاء کرام کو حکم ہے کہ انسان کی ہم کے مطابق ان سے گفتگو کریں۔ یہ بھی واجب ہے کہ چھوٹوں پر شفقت کرے۔ بڑھوں کی تعظیم کرے اور برابر والوں کے ساتھ سلوک ایشار اور احسان۔

متصوف وہ ہے جو بے تکلف صوفی بنے تاکہ صوفی ہو جائے۔

متصوف اور صوفی :- اور ان کے مرتبہ تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ پس جب وہ

تکلف کرے اور صوفیوں کا کرتہ رقبہ پہنے تو وہ متصوف کہلائے گا۔ جب وہ زہد میں پورا اور کامل ہو جائے۔ تمام چیزیں اس کے نزدیک ناپسندیدہ بلکہ فنا ہو جائیں اور تعلقات بریدہ تب اس کو زہد

کہیں گے۔ اب اس کا یہ عالم ہو گا کہ جو چیز اس کے سامنے آئے گی خود اس سے وہ بے تعلق ہو گا۔ نہ پسند نہ ناپسند۔ حکم الہی کی پیروی کرے گا اور اس کے فرمان کا انتظار۔ اب وہ حقیقی صوفی ہے۔ صوفی مشتق ہے مصافاة سے یعنی ایسا بندہ جس کو اللہ عزوجل نے صاف فرما دیا ہو۔ لہذا صوفی اس شخص کو کہیں گے جو آفات نفس سے صاف اور خالی ہو۔ وہ بیدار راستہ پر چلتے والا ہو اور حق سے پلٹنے والا۔ خلایق میں کسی سے اس کا دل لگا ہوا نہ ہو۔ صوفی کی یہ تعریف بھی گئی ہے کہ وہ صوفی ہے جو حق کے ساتھ صادق ہو۔ خلق کے ساتھ اچھے اخلاق رکھتا ہو۔ صوفی اور متصوف میں یہ فرق ہے کہ متصوف مبتدی صوفی منتہی جب ریاضتیں متصوف کا نفس گلا دیں۔ ہو اور ہوس دور ہو جائے اور امیدیں فنا ہو جائیں اس طرح جب پاک صاف ہو جائے گا تو صوفی کا لقب حاصل کرے گا۔ اب وہ حکم ربانی کا محمل۔ مشیت کی گیند و عالم قدس کا تربیت یافتہ علوم و حکمت کا سرچشمہ۔ امن و کامیابی کا گھر ہے۔ اولیاء اللہ کی پناہ جو مرید متصوف ہے وہ اپنے نفس سے شیطان سے اور مخلوق سے تدبیر کے ساتھ لڑتا ہے نیز دنیا و آخرت سے شش چہانت سے فارغ ہو کر اپنے رب کی عبادت کرتا ہے تمام اشیاء سے منہ موڑ لیتا ہے نہ کسی چیز کی خاطر کام کرتا ہے نہ موافقت کرتا ہے نہ قبول۔ اپنے باطن کو اس کی جانب میل کرنے اور مصروف ہونے سے پاک کر لیتا ہے۔ اس طرح شیطان کی مخالفت کرتا ہے دنیا چھوڑ دیتا ہے۔ ہمسروں سے منہ موڑ لیتا ہے مخلوق سے دور ہو جاتا ہے یہ سب کچھ یہ حکم ربانی آخرت کی طلب کے واسطے کرتا ہے۔ اس کے بعد یہ حکم ربانی نفس اور خواہش کے ساتھ مزید جنگ کر کے قدم بڑھاتا ہے۔ آلودگیوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ خالص پروردگار عالم کا ہو جاتا ہے۔ اس کے آگے اور بلند مراتب بیان فرمائے ہیں جو فہم سے بالاتر ہیں

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ اس کے واسطے پانچ شرطیں ہیں اول جس چیز کا حکم دے یا جس چیز سے منع کرے

اس کا عالم ہو۔ دوم خالصتہ لوجہ اللہ امر یا نہی ہو اس سے مقصود دین کا اعزاز امر الہی کی بلندی ہو خود نمائی اور حمیت نفسانی کے لیے نہ ہو۔ برائی کے زائل کرنے میں اس کی کوشش جب ہی کامیاب مقصود ہوگی کہ وہ صادق اور مخلص ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان تنصر اللہ، ینصرکم و یثبت اقدانکم و اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم جما دے گا اور اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے ان الذین مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون (اللہ ان کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور ان کے ساتھ جو نیک کردار ہیں) جب وہ شرک سے بچ کر اور روک ٹوک کرنے کے وقت مخلوق کی نگاہ سے قطع نظر کر کے اس کام کو حسن و خوبی اخلاص کے ساتھ کرے گا تو اس کی فتح ہوگی۔ اگر اس کی حالت اس کے خلاف ہوگی تو خود تو ناکام اور توار و ذلیل و حقیر ہوگا اور برائی بجالا کر رہے گی بلکہ بڑھے گی اور زیادہ شدید ہو جائے گی۔ گنہگار گناہوں کے پیچھے اور زیادہ ڈریں گے۔ شیاطین جن و انس اللہ تعالیٰ کی مخالفت پر اطاعت ترک اور محرکات کے ارتکاب پر اور زیادہ متفق ہوں گے۔ سووم امر اور ہی نرمی اور محبت کے ساتھ ہو درشت کلامی اور سخت دلی کے ساتھ نہ ہو بلکہ اپنے بھائی کی بھلائی اور خیر خواہی کے لیے لطف و خلوص کے ساتھ ہو اس کو یوں سمجھائیے کہ شیطان مردود سے وہ کس طرح موافقت کر رہا ہے حالانکہ وہ اس کے دین و عقل پر حاوی ہو کر اس کے پردر و گار کی نافرمانی کو اور حکم الہی کی مخالفت کو خوش نما صورت میں اس کے سامنے جلوہ گر کر رہا ہے۔ شیطان کا مقصد اس سے اس کو ہلاک کر دینا جہنم میں ڈال دینا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انما یدعو احسن بد لیکونوا من اصحاب العیر وہ اپنے یاروں کو اسی لیے بلاتا ہے کہ جہنمی ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے۔ فبما رحمت من اللہ لنت لہم ولو کنت قنقا علینا القلب لا نلفظن من حولک (تم اللہ کی رحمت سے ان کے واسطے نرم ہو گئے اگر تم سخت کلام اور سخت دل ہوتے تو وہ تمہارے پاس سے بھاگ جاتے۔ جب اللہ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تو فرمایا و قول لہ قول لیلنا لعلہ ینذکر او یخشی (اس سے نرم بات کہنا تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے اور ڈر جائے) حضرت اسامہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو درست نہیں کہ امر بالمعروف کرے اور نہی عن المنکر جب تک اس میں تین صفتیں نہ ہوں جس بات کے کرنے کا حکم دیا ہو اور جس بات سے منع کرتا ہو اس کی نسبت حکم الہی جانتا ہو۔ حکم دینے اور منع کرنے میں لطف کا برتاؤ کرے۔ چہارم ناصح کو چاہیے کہ صابر، حلیم، بردبار، متواضع نفسانی خواہشوں سے یکسو دل کامضبوط اور برتاؤ کا نرم ہو گویا طبیب ہو کر مریض کا علاج کرتا ہے۔ حکیم ہو کر خلل و مانع کا معالج ہے۔ پیشوا اور رہنما ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجعلنا مستم امة یحیدون بامرنا لما صبروا اور ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے جو صبر کر کے ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کرتے تھے) یعنی جب انہوں نے

اللہ کے دین کی نصرت و اعزاز اور اس کی معیت پر قائم رہنے میں اپنی قوم کی ایذا میں اٹھائیں تو ہم نے ان کو پیشوا اور رہنما بنا دیا جو کہ دین کے اطبا اور اہل ایمان کے سردار تھے اور اللہ تعالیٰ حضرت لقمان کے قصے میں فرماتا ہے **وَاصْرُبِ الْمَعْرُوفِ وَانصَبْ عَلَى الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ** (اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے ردک اور جو مصیبت تجھ پر پڑے تو اس پر صبر کر یہ اولوالعزمی کے کاموں سے ہے) انچیم جس بات کا حکم دے اس پر خود بھی عامل ہو اور جس بات سے منع کرے اس سے خود بھی پاک و صاف ہو۔ اس میں لہقڑا ہونا نہ ہو۔ ورنہ شکست کھائے گا اور اللہ تعالیٰ کے حضور مذموم ہوگا اور ملامت کر دے **إِنَّمَا صُودِنَ النَّاسُ بِالْبُورِ تَلْسُونِ أَنْفُسِكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ**۔ (کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو اور حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو آیا اس پر بھی نہیں سمجھتے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ آپ نے معراج کی شب میں ایسے لوگ دیکھے جن کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جاتے تھے۔ پوچھا اے جبرائیلؑ یہ کون لوگ ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا آپ کی امت کے وہ داعظ ہیں جو لوگوں کو حکم دیں گے اور اپنی جانوں کو بھلا دیں گے۔ حالانکہ کتاب پڑھتے ہوں گے۔ حضرت قادہؓ فرماتے ہیں ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ تورات میں لکھا ہے کہ ابن آدم لوگوں کو تو میری یاد دلاتا ہے مگر خود مجھ کو بھول جاتا ہے اور وہ کو میری طرف بلاتا ہے مگر خود مجھ سے بھاگتا ہے۔ تمہارا ایسا ڈرانا پیکار ہے اس ارشاد میں وہ لوگ مراد ہیں کہ دوسروں کو اچھی باتوں کا حکم دیں بری باتوں سے روکیں۔ لیکن اپنے نفس کو چھوڑ رکھیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا صیب سے بڑا عالم ہے۔

آداب شرع کی نگہداشت :- ہر عزم پر واجب ہے کہ ان آداب پر ہر حال میں عمل کرے اور ان کو چھوڑے نہیں۔ امیر المؤمنین

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے **تَادِبُوا لِمَنْ تَعْلَمُوا رِيبَةَ** ادب حاصل کر دیکھو پھر (حضرت ابو عبد اللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے **ادب العلم اکثر من العلم**) علم کا ادب علم سے زیادہ ہے) حضرت عبد اللہ بن مبارک کا قول ہے کہ جب میں سنتا ہوں کہ کسی شخص کو انگلوں اور پھلوں کا سارا علم حاصل ہے۔ تو مجھ کو اس سے نہ ملنے کا افسوس نہیں ہوتا لیکن جب یہ سنتا ہوں کہ فلاں شخص کو ادب نفس حاصل ہے تو اس سے ملنے کی تمنا ہوتی ہے اور نہ ملنے کا افسوس جو شخص ادب کا لحاظ

اور اہتمام رکھتا ہے اس کی مثال ایسے شہر کی ہے جس کی پانچ شہر نیا ہیں ہیں۔ پہلی سونے کی دوسری چاندی کی تیسری لوہے کی چوتھی پختہ اینٹ کی پانچویں کچی اینٹوں کی۔ جب تک شہر کے نگہبان کچی اینٹ کی شہر نیاہ کی حفاظت رکھیں گے۔ دشمن پختہ اینٹ کی شہر نیاہ کی ہوس نہیں کرے گا۔ لیکن اگر اس طرف سے اہتمام اٹھالیا تو پھر دوسری شہر نیاہ دشمن کی شکار ہوگی۔ پھر تیسری۔ یہاں کہ سب شہر نیاہیں تباہ ہو جائیں گی۔ اسی طرح ایمان پانچ شہر نیاہوں کے اندر ہے۔ پہلی یقین دوسری اخلاص، تیسری ادائے فرائض، چوتھی سنتوں کی بجا آوری، پانچویں آداب (مستحبات) کی نگہداشت جب تک بندہ مستحبات کے اہتمام اور حفاظت میں ہے۔ شیطان کو سنتوں کی طمع نہیں۔ جب مستحبات ترک ہوئے تو سنتوں کو شیطان تاکے گا پھر فرائض کو، پھر اخلاص کو، پھر یقین کو، پس انسان کو لازم ہے کہ سارے امور میں مستحبات کا لحاظ رکھے۔ وضو میں نماز میں۔ بیع میں۔ شری میں وغیرہ ذلک

فتوح الغیب مقالہ (۳۷) میں ارشاد ہے۔ اے شخص! میں کیوں دیکھتا ہوں

حسد کی برائی :- کہ تو اپنے پڑوسی سے حسد کرتا ہے اس کے کھانے میں، پینے میں، لباس میں نکاح میں، مکان میں، دولت میں اور اس کے مولا کی دی ہوئی دوسری نعمتوں میں جو اس کی قسمت میں اس کے مولا کی جانب سے آئی ہیں۔ کیا تو یہ نہیں سمجھتا کہ اس سے تیرا ایمان ضعیف ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے تو اپنے مولا کی نظر سے گرتا ہے اور تیرا حسد رب کریم کو تجھ سے ناراض کر دے گا۔ کیا تو نے یہ حدیث نہیں سنی المحسود وعدو نعمتی (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حاسد میری دی ہوئی نعمت کا دشمن ہے) اور کیا تو نے یہ قول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں سنا۔ ان المحسود یا کل المحسنات کما تاكل النار المحطب (حسد نیکوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو) پھر تو اے مسکین کس چیز پر اس سے حسد کرتا ہے۔ اس کی قسمت پر یا اپنی قسمت پر۔ اگر تجھ کو اس کی قسمت پر حسد ہے تو منجانب اللہ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے سخن تسبیانہم معیشتم فی الحیرة الدنیا۔ دنیاوی زندگی میں ان کی روزی ہم نے بانٹی ہے تو اس پر تو ظلم کرتا ہے ایک شخص اپنے مولا تعالیٰ کی بخشی ہوئی اور قسمت میں لکھی ہوئی نعمتوں کو برت رہا ہے۔ اس کے حصے کی نعمتوں میں اللہ تعالیٰ نے نہ کسی اور کو شریک کیا ہے نہ حصہ دیا ہے۔ ایسی حالت میں اگر تو حسد کرے تو تجھ سے زیادہ ظالم، بخیل، رعونت پسند اور ناقص العقل کون ہوگا۔ اگر تجھ کو اپنی قسمت کی وجہ سے حسد ہے تو یہ تیرے جہل کی انتہا ہے تیری قسمت نہ دوسرے کو مل سکتی ہے نہ تجھ سے مل کر دوسرے کی طرف جاسکتی

ہے۔ ماشاء اللہ اللہ عزوجل فرماتا ہے مایبدر القول لدمی و ما اتانا بظلام للعبید امیرے یہاں بات بدلی نہیں جاتی اور نہ میں بندوں کے حق میں ظالم ہوں، اللہ تعالیٰ تجھ پر ظلم نہیں کرے گا۔ جو تیرے جو تیرے حصے اور مقسم کو لے کر دوسروں کو دے دے۔ یہ تیرا جہل ہے اور اپنے بھائی پر ظلم۔ آگے یہ بیان مفصل فرمایا ہے کہ تجھ کو کیا معلوم ہے کہ جس بھائی کے مال و دولت پر تجھ کو دنیا میں حسد ہے وہ کل قیامت کے دن حساب و کتاب کی مصیبت میں پھنسا ہوا ہو اور توبے ناگی کی بدولت حساب و کتاب سے فارغ عرش کے سایہ میں بیٹھا ہو۔

مقالہ رچا لیسراں، اے سالک تو اس بات
 سالک کا روحانیوں کے زمرے میں
 باقی طبع مت کر کہ تو روحانیوں کے سلسلے میں
 داخل ہونا کب صحیح ہوتا ہے، اس وقت تک داخل ہو جائے گا جب تک
 کہ تو اپنے آپ کا بالکل دشمن نہ ہو جائے۔ سارے اعضاء و جوارح سے قطع تعلق نہ کر لے نیز اپنے
 وجود سے حرکات سے، سکناٹا سے، سامع سے، البصر سے، کلام سے، گرفت سے، سعی سے، عمل سے
 عقل سے اور ہر چیز سے جو اس وجود روح سے پہلے تیری تھی اور جو نفع روح کے بعد سے تیری ہوئی۔
 اس لیے کہ یہ سب کے سب تیرے رب سے حجاب ہیں۔ اب جب کہ تو بھیدوں کا بھید اور
 غیب کا غیب ہو کر ساری چیزوں سے اپنے باطن میں قطعاً جدا ہو جائے۔ سب کو دشمن اور حجاب و
 ظلمت خیال کرے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کہا تھا۔ فافهم عدو لی الارب العالمین
 (پروردگار عالم کے سوا وہ سب میرے دشمن ہیں) اور یہ انہوں نے اصنام کی نسبت فرمایا تھا۔ تو اب چاہئے
 کہ تو اپنی ساری ہستی اور اعضا کو اور ساری مخلوق کو بت قرار دے اور ان میں سے کسی کی فرماں برداری
 مت کر اور پیروی کر۔ اب تو اسرار علوم لدنی اور ان کے عجائبات پر امین کیا جائے گا۔ اور مومنوں کو جنت
 میں جو قدرت تکوین اور فرق عادت کی بخشی جائے گی۔ اسی قسم کی تجھ کو یہاں عطا ہو جائے گی۔ تیری یہ
 حالت ایسی ہوگی کہ گویا تو آخرت میں مرنے کے بعد پیدا کیا گیا اور تیری ساری ہستی قدرت بن جائے گی۔
 اور تو اللہ کی قوت سے سنے گا اور اللہ کی قوت سے دیکھے گا۔ تو اللہ کی قوت سے بولے گا تو اللہ کی
 قوت سے پکڑے گا تو اللہ کی قوت سے چلے گا۔ اللہ کی قوت سے سمجھے گا۔ اللہ کی قوت سے اطمینان
 پائے گا۔ اللہ کی قوت سے چین پائے گا۔ ماسوا اللہ اندھا ہو جائے گا۔ بہرا ہو جائے گا اور غیر اللہ کا

وجودِ تجھ کو نظر نہ آئے گا۔ باوجود ان سب حالات کے تجھ کو حدودِ شرع کی حفاظت رکھنی پڑے گی اور
 امر و نہی کا پابند رہنا ہوگا۔ اگر تو اپنے اندر حدودِ شرعی کی بجا آوری میں کچھ بھی کوتاہی پائے تو تو سمجھ
 لے کہ تو فاجرِ عقل ہے۔ شیاطین نے تجھ کو اپنا کھلونا بنا لیا ہے۔ لہذا تجھ کو حکمِ شرع کی جانب لوٹنا چاہیے
 اور اس سے چمٹ جانا اور اپنی ہوا و ہوس کو چھوڑ دینا جس حقیقت کی تصدیقِ شریعت سے نہ ہو وہ زندہ
 (المجاد) ہے۔

مقالہ (۷۵) میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ ان باتوں پر
تصوّف اور اس کی بنیاد :- مضبوطی سے قائم رہ۔ اللہ کا خوف اور اس کی اطاعت
 ظاہرِ شرع کی پابندی، سینے کی پاکیزگی، نفس کی فیاضی، کشادہ روی، مال کی سخاوت، ایذا دہی سے
 پرہیز، اذیت اور افلاس کی برداشت، بزرگوں کے ادب کی نگہداشت، بھائیوں کے ساتھ اچھی معاشرت
 چھوٹے اور بڑوں کی خیر خواہی، جھگڑے سے پرہیز، لطف و مدارات، ایثار کی پابندی، جوڑ جوڑ کر
 رکھنے سے بیگانگی، جو لوگ صالحین کے طبقے سے نہ ہوں ان کی صحبت سے پرہیز، دین اور دنیا کی
 ضرورتوں میں آدمیوں کی مدد فقیر یہ ہے کہ اپنے جیسے انسانوں کا محتاج نہ رہے۔ غنا یہ ہے کہ اپنے
 جیسے انسانوں سے مستغنی ہو جائے۔ تصوّف قیل و قال سے حاصل نہیں ہوتا۔ بھوک اور نفس کی مرغوب اور
 اور پسندیدہ چیزوں کے ترک کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اولیائے کرام کو جہاں نصیحت فرمائی
 ہے وہاں فرماتے ہیں۔

اے ولی! جان لے تجھ سے تیری حرکات و سکنات کا حساب ہوگا۔ جو بات فی الواقع بہتر
 ہے اس میں مصروف رہ۔ اعصاب کے فضول تصرفات سے بچ۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت
 واجب ہے اللہ کا جو حق تجھ پر ہے وہ ادا کر تیرا حق جو اللہ پر ہے اس کو مت مانگ اور ہر حال
 میں چھوڑ دے۔ مسلمانوں کی نسبت اپنا گمان نیک رکھ اور نیت بخیر۔ ان کی بھلائی میں کوشش کر تیری
 رات اس حال میں نہ گزرے کہ تیرے دل میں کسی کی طرف سے شر ہو یا حسد ہو یا بغض ہو جو تجھ پر ظلم
 کرے اس کے حق میں دعائے خیر کر اور اللہ عزوجل کا مراقب رہ۔ مقالہ (۷۶)

حضرت نے اکیانوے برس کی عمر ۵۶ھ میں رحلت فرمائی۔ تاریخ وصال
وفات :- (کمالِ عشق ۵۶ھ) ہے عمر مبارک کے سنین کی تعداد لفظ کمال سے واضح ہوتی ہے

حضرت کے بارہ فرزند تھے اور ایک دختر نیک اختر۔ حضرت کا ظہور چھٹی صدی

اولاد :- ہجری کے آغاز میں ہوا۔ حضرت نے تجدید دین فرمائی اسی لیے محی الدین لقب

شرفی ہے۔ علوم ظاہر اور باطن میں جلالت مرتبہ جس پایہ پر تھی اس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔
اقوال مبارک سے کسی کو سرتابی کی مجال نہیں ہو سکتی۔ میں نے حضرت کے اقوال فیض اشتمال علما اور
مشائخ دونوں سے متعلق نقل کیئے ہیں تاکہ ان دونوں گروہوں کے فرائض اور اوصاف عامہ مسلمین
کو معلوم ہو جائیں اور اس معیار پر مدعیان علم تصوف کے دعووں کو جانچیں جو اصحاب حضرت کے مقررہ
فرمودہ معیار کے مطابق ہوں۔ ان کے آگے سر تسلیم جھکا دیں۔ جو معیار پر ٹھیک نہ اتریں ان کو نہ عالم
نہ انیس نہ عارف اور متاع دین کو ان کے پیچھے سے بچائیں۔ حبیب قیوم حضرت مولانا آدم نے آج سے
صد ہا برس پہلے لکھا تھا اور ہشیار کیا تھا۔

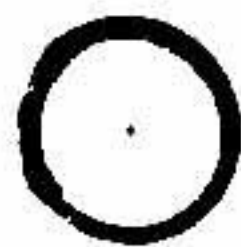
اے بابلیس آدم روئے است

پس بہر دست بناید او دست

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ غور شدید سے

یہ جہاں معسور ہوگا نغمۂ توحید سے

توحید



ساری مخلوق خداوند تعالیٰ کے سامنے مثل قیدی کے ہے

اجعل الخلیقة اجمع کرجل کنفه سلطان عظیم منکة شدید امره
 ومهولة صولته وسطوته تم جعل الغل فی رقبته مع رجليه ثم صلبه علی شجرة الارث
 علی شاطئ نهر عظیم موجه فیسبح عرضه وعمیق غوره وشدید جریه ثم جلس السلطان
 علی کرسی عظیم قدره وعل سماء بعید مرامه ووصله وترك الی جنبه احمالا من السهام
 والرماح والنبل والراغ السلاح والقسی مما لا یبلغ قدرها غیره فجعل یرمی الی المصلوب
 بما شاء من ذلك السلاح فہل یحسن لمن رما ى ذلك ان یترك النظر الی السلطان
 ویترك الخوف منه والرجاله ویتحاف من المصلوب ویرجو منه الیس من فعل
 ذلك لیسئی فی قضیة العقل علیم العقل والادراک مجنوناً بہیمة غیر انسان

(فتوح الغیب مقالہ ۱۷۱)

ترجمہ :- اے میرے مرید اکل مخلوق کو خداوند تعالیٰ کے سامنے اس طرح سمجھو جس طرح
 ایک بادشاہ ہے جس کا ملک بہت بڑا وسیع ہے حکم سخت اور رعب داب دل ہلا دینے والا ہے
 اس نے ایک شخص کو گرفتار کر کے اس کے گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر ایک صنوبر کے
 درخت میں ایک دریا کے کنارے جس کی موجیں زبردست پاٹ بہت بڑا تھا بہت گہری بہاؤ بہت
 زوروں پر ہے ٹکا دیا ہے اور خود بادشاہ ایک نفیس اور بلند کرسی پر کہ اس تک پہنچنا مشکل ہے تشریف
 فرما ہے اور اس بادشاہ کے پاس تیرا تلوار اور نیزہ و کمان وغیرہ ہتھیار تھے ہیں کہ اس کا اندازہ اس بادشاہ
 کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اب ان چیزوں میں سے جو چیز چاہتا ہے اٹھا کر اس ٹکے ہوئے قیدی پر مارتا
 ہے اور وہ قیدی چونکہ جکڑا ہوا ہے اور اونچی جگہ لٹکا ہوا ہے اس لیے نہ وہ ہل سکتا ہے اور نہ ہی اسے
 کوئی چھڑا سکتا ہے۔ جو لوگ اپنی آنکھوں سے یہ تماشا دیکھ رہے ہیں وہ اگر اس قیدی سے ڈریں اور نفع
 و نقصان کی امیدیں رکھیں اور بادشاہ سے نہ رکھیں تو ان کے لیے حیف ہے۔ کیا جو شخص ایسا کرے عقل
 کے نزدیک بے عقل، بے ادراک، دیوانہ، چوپایہ اور انسانیت سے خارج نہیں ہے یعنی یقیناً وہ
 ایسا ہی ہے۔

ف :- مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کے سامنے ساری مخلوق مثل اس بے بس قیدی کی طرح ہے۔ زندگی موت، خوشی، غم سب کچھ تمام مخلوق کو اسی کی طرف سے آتا ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ دم مار سکے۔

ہر طرح کا نفع و نقصان اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

فَانَّهُ لَيْسَ اِلَىٰ اِحْدٰى ضَرٍّ وَّلَا نَفْعٍ وَّلَا جَلْبٍ وَّلَا عَزٍّ وَّلَا ذَلٍّ وَّلَا رَفْعٍ وَّلَا
خَفْصٍ وَّلَا فَقْرٍ وَّلَا غِنَاءٍ وَّلَا تَحْرِيْكَ وَّلَا تَسْكِيْنَ اِلَّا شَيْءًا كَلَّمَهَا خَلَقَ اللّٰهُ
بِيَدِ اللّٰهِ بَا مَرَّةٍ وَاِذْ نَهَجْرِيَانَهَا كُلِّ يَجْرِي لَاجِلٍ مَّسْمِيٍّ عِنْدَهُ وَاكُلُّ
شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمَقْدَارٍ لَّا مَقْدَمَ لِمَا اٰخِرٌ وَّلَا مَوْخِرٌ لِّمَا قَدَمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ و
جَلَّ اِنَّ يَّمْسَسُكَ اللّٰهُ بِبَصْرٍ فَلَآ كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَآ
رَآدَ لِفَضْلِهِ (فتوح الغيب مقالہ ۱۸)

ترجمہ :- کیونکہ ضرر اور نفع عزت اور ذلت، ہندی اور پستی، غریبی اور دولت، مندی حرکت دنیا اور
بٹھرا نا کسی انسان کے ہاتھ میں نہیں ہیں تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اسی کے ہاتھ میں ہے سب
کچھ اور ان کا جاری ہونا اسی کے حکم اور اذن سے ہے۔ ہر ایک چیز مقرر کی ہوئی مدت کے لیے
جاری ہے۔ ہر ایک چیز اس کے پاس ایک اندازہ میں ہے جس کو پیچھے ہٹا دے اس کو آگے کرنے
والا کوئی نہیں اور جسے آگے کر دے اسے پیچھے لانے والا کوئی نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھے
تکلیف پہنچانا چاہے تو اس کو اس کے سوا اور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر تجھے بھلائی پہنچانا
چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں۔

اس آیت کریمہ کا مفہوم واضح ہے لیکن ہم مزید تسلی کے لیے معتبر مستند تفاسیر کی عبارت

نقل کرتے ہیں۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۰۶ھ اپنی تفسیر کبیر میں اسی آیت کریمہ

کے تحت فرماتے ہیں۔

والایة دالة على ان الضر والخیر واقعان بقدرته الله تعالى وبقضائه
 فیدخل فيه الكفر والایمان والطاعة والعصیان، والسرور والافات
 والخیرات والآلام واللذات والراحات فبیّن سبحانه وتعالى ان قضی لاهد
 شرّاً فلا کاشف له الا هو وان قضی لاحد خیراً فلا راد لفضلہ
 ترجمہ :- یہ ایہ کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تحقیق نفع و نقصان اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلے
 سے بندہ پر واقع ہوتے ہیں۔ پس اس فیصلہ الہی میں شامل ہیں کفر اور ایمان، فرمانبرداری اور
 نافرمانی، خوشی اور آفتیں، مہلانی اور مصیبتیں، لذت اور راحتیں۔ پس بیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے
 اگر وہ فیصلہ کرے کسی کے لیے تکلیف، مادکھ، درد اور مصیبت کا تو اس مصیبت کو اس سے ٹالنے
 والا کوئی نہیں اور اگر وہ فیصلہ کرے کسی کے لیے راحت، آرام، سکھ، چین، لذت اور
 لطف کا تو کوئی اس آرام کو دور کرنے والا نہیں مگر خود اللہ تعالیٰ۔

علامہ علاؤ الدین بغدادی المتوفی ۷۲۵ھ صاحب تفسیر خازن اس آیت کریمہ کے تحت
 فرماتے ہیں۔ بین تعالیٰ انہ ہوالقادر علی ذالک کلہ وان جمیع الکائنات
 محتاجة الیہ وجمیع الممکنات مستندة الیہ لانہ ہوالقادر
 علی کل شیء وانہ ذو الجود والکرم والرحمة
 ترجمہ :- بیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق وہی قادر ہے۔ ہر قسم کے نفع و نقصان پر اور تمام کائنات
 و مخلوقات اسی کی محتاج ہے اور تمام ممکنات اسی کا سہارا ڈھونڈتی ہے اس لیے کہ وہ قادر
 ہر چیز پر ہے اور وہ سخاوت کرنے والا بخشش کرنے اور رحمت والا ہے۔

حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۲ھ اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

فیه بیان لان الخیر والشر والنفع والضر اذا ما هودرجح الی اللہ تعالیٰ
 وحده لا یشادکہ فی ذالک احد۔

ترجمہ :- اس آیت کریمہ میں بیان ہے اس بات کا کہ تحقیق ہر قسم کی مہلانی اور ہر قسم کی تکلیف ہر قسم کا نفع
 اور ہر قسم کا نقصان یہ سب کی سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والی ہیں وہ اللہ جو ایک ہے
 جس کا ان تمام کاموں میں کوئی بھی شریک نہیں۔

اپنی الفاظ و مفہوم کی ایک ایہ کریمہ سورۃ النعام ساتواں پارہ رکوع میں ہے۔

إِنْ يَسْأَلْكَ اللَّهُ بَعْضًا فَلَكَ أَشْفَاءٌ إِنَّهُ هُوَ الْوَدُّ الْوَدِيدُ
بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ :- اے میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نقصان پہنچے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوز کرنے والا نہیں ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بھلائی پہنچے تو وہ اللہ ہر چیز پر قدرت والا ہے سورہ النعام کی اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر خازن میں ہے۔

هَذِهِ الْآيَةُ خُطَابٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالْمَعْنَى لَا تَتَّخِذْ وَلِيًّا سِوَى اللَّهِ لِأَنَّهُ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَمْسَسَكَ بَعْضًا وَهُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ دَفْعِهِ عَنْكَ وَهُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ الْإِصْطِلَاحِ الْخَيْرِ إِلَيْكَ وَأَنَّهُ لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ ذَلِكَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَلِيًّا نَاصِرًا مَعِينًا وَهَذَا الْخُطَابُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ عَامٌ لِكُلِّ أَحَدٍ وَالْمَعْنَى وَإِنْ يَمْسَسَكَ اللَّهُ بَعْضًا إِلَيْهَا الْإِنْسَانُ فَلَا كَاشِفَ لِذَلِكَ الضَّرِّ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسَكَ بِخَيْرٍ إِلَيْهَا الْإِنْسَانُ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ مِنْ دَفْعِ الضَّرْرِ وَالْإِصْطِلَاحِ الْخَيْرِ

ترجمہ :- اس آیت کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے اور معنی اس کا یہ ہے کہ اے پیغمبر! نہ بنا تو کسی کو مددگار سوائے اللہ تعالیٰ کے اس لیے کہ وہ قادر ہے کہ تجھ کو تکلیف پہنچائے اور وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ تجھ سے تکلیف کو دفع کرے اور وہ قادر ہے تجھ کو نفع و بھلائی پہنچانے پر اور کوئی بھی اس بات پر قادر نہیں سوائے اس کے۔ پس بنا تو اسی کو دوست اور مددگار پس یہ خطاب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حکم عام ہے ہر ایک کے لیے تو اس طرح اس کا معنی یہ بنے گا کہ اے انسان! اگر اللہ تعالیٰ تجھے تکلیف پہنچائیں تو اس کو دور کرنے والا کوئی نہیں

اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے بھلائی پہنچائیں تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تکلیف کو دور کرنا اور اپنے بندوں کو نفع و نقصان پہنچانا اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے۔

اس سے مزید حکم خدائے ذوالجلال واکرام نے سورۃ اعراف پارہ ۹ رکوع ۳۱ میں فرمایا

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ

ترجمہ :- اے میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ اعلان فرمادیں کہ نہیں میں خود بھی مالک اپنے آپ کے لیے نفع و نقصان کا مگر جو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے مقدر فرمایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سورہ جن پارہ ۲۹ رکوع ۱۲ میں فرماتے ہیں۔

قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا

ترجمہ :- فرمادیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ بے شک میں نہیں مالک اور مختار تمہارے واسطے نقصان کرنے پر اور نہ نیکی پہنچانے میں جو کچھ خدا تعالیٰ چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ اس آیت کریمہ کے تحت غاذن ہیں ہے۔

لا اقدر على ان اذفع عنكم ضرا ولا اسوق اليكم رشدا وانما الضار والنافع والمرشد والمقوى هو الله تعالى

ناظرین باتمکین! اب آپ خود فیصلہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نفع و نقصان کا مالک ہو سکتا ہے۔ جبکہ صاف طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف آپ کو کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو رفع کرنے والا کوئی نہیں۔ پھر فرمایا کہ آپ کہہ دیں کہ میں خود اپنے لیے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اے لوگو! میں تمہارے لیے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں۔

ان تین صورتوں کے علاوہ کوئی اور صورت ہو سکتی ہے؟

(۱) جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو نقصان پہنچے تو آپ اسے دور نہیں کر سکتے۔

(۲) میں خود اپنے لیے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں۔

(۳) اے لوگو! میں تمہارے لیے بھی خیر و شر کا مالک نہیں ہوں۔

توجیب سید الانبیاء امام الانبیاء افضل الانبیاء اشرف الانبیاء اکرم الانبیاء خطیب الانبیاء نبی الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نفع و نقصان کا اختیار نہیں تو آپ کے بعد انبیاء کرام، صحابہ عظام اور موفیاء اسلام کو اس چیز کا اختیار کیسے ہو سکتا ہے۔

وظیفہ یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی ثبیباً للہ شرک سے

علم الہدیٰ بہت ہی وقت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ ۲۲۵ھ شاد اطالین صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

اچھے جہال سے گویند یا شیخ عبدالقادر جیلانی ثبیباً للہ۔ یا خواجہ شمس الدین پانی پتی ثبیباً للہ جائز نیست شرک و کفر است۔

الوالحسبات مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۰۸ھ محشی ہدایہ و شرح

وقایہ و موطا امام محمدؐ اپنے فتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۳۲ پر لکھتے ہیں۔

ازیں چہن وظیفہ (یا شیخ عبدالقادر جیلانی ثبیباً للہ) احقر از لازم و واجب ازین جہت کہ

اس وظیفہ متضمن ثبیباً للہ است و بعض از فقہاء (حنفیہ) از ہجو لفظ حکم کفر کردہ اند

اہل بدعت کے ہاں وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی ثبیباً للہ کی اہمیت اہل بدعت کے ہاں اس وظیفہ

کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ان کے نزدیک یہ وظیفہ صحیح اسلام کی پرکھ ہے جو شخص اسے پڑھے۔ اور

اس پر اعتقاد رکھے وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہے جو اس سے انکار کرے وہ ان کے نزدیک اسلام سے خارج

ہے۔ ان کے ہاں اس وظیفہ کی تبلیغ و اشاعت کے لیے باقاعدہ ادارے ہیں۔ مسجدوں کی پیشانیوں اور

دیواروں پر اس وظیفہ کے کتبے کندہ کیے جاتے ہیں۔ اہل بدعت کے ہاں یہ وظیفہ اسم اعظم کا درجہ رکھتا

ہے۔ اس وظیفہ کے خواص ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) دینی دنیوی امور کے لیے ستر بار روزانہ پڑھے (وظائف مصطفائی ص ۸۷)

(۲) کشائش رزق اور دینی دنیوی جملہ حاجات کے لیے نماز فجر کے بعد ایک ہزار گیارہ بار پڑھے

وظائف مصطفائی ص ۸۷

(۳) اگر کوئی شخص قیدیوں کی رہائی کے لیے سات روز تاسمٹہ بار روزانہ پڑھے۔ قیدی خلاصی

پائیں گے۔ (وظائف مصطفائی ص ۸۷)

اہل بدعت سے چند سوالات

(۱) اس وظیفہ کا موجود کون ہے اور کس زمانہ میں جاری ہوا۔

(۲) کیا یہ وظیفہ فرض ہے واجب ہے سنت ہے مستحب ہے۔

(۳) کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس قسم کا وظیفہ پڑھا کرتے تھے۔ یا حضرت

محمد رسول اللہ کی مدنی شیئاً لہ۔

۱۴) کیا صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں ایسے وظیفوں کی کوئی اصل موجود ہے۔

۱۵) کیا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیشوا کے نام کا یا کسی بزرگ صحابی یا پیغمبر و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا اس طرح کا وظیفہ پڑھا کرتے تھے۔

۱۶) ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ وظیفہ پڑھایا مشروع ہونا بتایا۔

۱۷) ائمہ محدثین امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ، امام نسائی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس وظیفہ کی برکات بیان فرمائیں۔

۱۸) ائمہ صوفیاء حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی اور حضرت خواجہ نظام الدین میں سے کسی بزرگ نے اس وظیفہ کی تعلیم دی۔

حضرت شیخ نے تمام بابرکت اور مسنون وظیفے اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" میں درج فرمادیئے ہیں اور یہ وظیفے اس کثرت سے ہیں کہ اگر کوئی عامل ثباتہ روز ہر وقت ہر آن ان وظائف میں مشغول رہے تو بھی ان سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ یہ سب وظیفے توحید سے مملو ہیں۔ ہر وظیفہ میں اللہ رب العالمین کی ذات سے خطاب ہے۔ وہی مدعو ہے۔ اسی کی ذات سے مشکل کشائی کے لیے درخواست کی گئی ہے۔ کوئی ایسا وظیفہ نہیں بتایا جس میں غیر اللہ سے ندا کی گئی ہے۔ اس کو حاجت روا سمجھا گیا ہے غنیۃ الطالبین مطبوعہ رفیق عام پریس لاہور صفحہ ۹۴ پر حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں ان کے ایک معزز دوست نے قرض کی شکایت کی اور اسم اعظم کی دعا چاہا تاکہ اس کی برکت سے قرض دور ہو جائے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ وضو کرو اور اسے یہ اسم اعظم سکھایا جس کی برکت سے اس کی تمام شکایات دور ہو گئیں۔

يَا اللّٰهُ - يَا اللّٰهُ - اَنْتَ اللّٰهُ - اَنْتَ اللّٰهُ بَلِيَّ وَاللّٰهُ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
اللّٰهُ - اللّٰهُ - اللّٰهُ وَاللّٰهُ اِنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاَرْزُقْنِي
بَعْدَ الدَّيْنِ -

حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عارف باللہ مرزا مظہر جان جاناں دہلوی
 رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خاص اپنی کتاب در المعارف ص ۵۴ پر فرماتے ہیں۔
 روزے نے گفتم یا حضرت شیخ عبدالقادر شینا اللہ آوازے غیب بسبح لاریب من ریب۔ گویا
 ارحم الراحمین شینا اللہ۔

ترجمہ :- ایک روز میں نے کہا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شینا اللہ۔ الہام ہوا کہ یوں کہو۔ یا ارحم الراحمین
 شینا اللہ۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کیا فرماتے ہیں

نواب قطب الدین خاں رحمۃ اللہ علیہ شارح مشکوٰۃ (مظاہر حق) شاگرد رشید حضرت شاہ
 محمد اسحاق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی تصریح مولوی نعیم صاحب مراد آبادی اطیب البیان میں اور
 مولوی محمد عمر صاحب اچھروی مقیاس حقیقت میں فرماتے ہیں۔ نے حضرت امام صاحب سے ذیل کی
 روایت اپنی تفسیر جامع التفسیر مطبع نظامی کانپوری ص ۱۱۱ سورہ زمر کے تحت بیان فرمائی ہے۔
 حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا جو مقابر اولیاء میں آتا جاتا ہے پہلے
 سلام کہتا ہے اور پھر ان سے خطاب و کلام کرتا ہے اور کہتا ہے اے اہل قبور! آیا ہے تمہیں خبر اور
 ہے تمہارے پاس اثر۔ کیا میں برابر کئی ہینوں سے تمہارے پاس آ رہا ہوں اور تمہیں پکار رہا ہوں اور
 سوائے دعا کے میرا کوئی تم سے سوال نہیں ہے۔ پس تم بھی خبر رکھتے ہو یا غافل ہو۔
 حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کو کہا کہ آیا جواب دیا تم کو اہل قبور نے کہا نہیں
 پھر کہا امام صاحب نے!

دوری ہو تجھ کو رحمت خدا سے اور خاک میں ریس تیرے دونوں ہاتھ کیا کلام کرتا ہے تو مردوں
 سے جو کہ طاقت نہیں رکھتے۔ جواب کی اور نہ ہی مالک ہیں۔ کسی چیز کے اور نہ ہی کسی کی آواز سنتے ہیں۔

اور پھر یہی امام صاحب نے قرآن کی آیت مبارکہ
 وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ
 یعنی تو اسے پیغمبر اہل قبور کو نہیں سنا سکتا۔

مولانا عبدالحی کسٹومی حنفی المتوفی ۱۳۰۸ھ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ جلد اول صفحہ ۵۵ پر

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

سوال :- اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ قوت حاصل ہے کہ جس

مقام سے کوئی ان کو پکارے اس کی نداء کو وہ سنتے ہیں اور اس کے حال کی طرف متوجہ ہوتے

ہیں تو موافق قواعد شرعیہ کے یہ عقیدہ کیسا ہے۔

جواب :- یہ عقیدہ خلاف عقائد اہل اسلام بلکہ شرک ہے۔ ہر شخص کی نداء کو ہر جگہ سے ہر وقت سنا خاص

ہے۔ پروردگار عالم کے ساتھ کسی مخلوق میں یہ صفت نہیں۔

ناظرین باتمکین! قرآن و حدیث و اقوال بزرگان دین و علماء اجلہ حنفیہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین کے پڑھنے کے بعد اب آپ بریلوی حضرات کے "عقائد و اعمال" کا مطالعہ فرمائیں تاکہ حقیقت

واضح ہو جائے۔

بریلوی حضرات کے عقائد

کن اولیاء اللہ کی شان ہے۔ اولیاء اللہ جس چیز کو کن کہیں۔ فوراً ہو جاتی ہے (شرح استمداد صفحہ

۲۸ مطبوعہ نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب) آسمان سے زمین تک ابدال کی ملکیت ہے اور عارف

کی ملکیت عرش سے فرش تک (شرح استمداد صفحہ ۱۳۱)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہوا پر چلتے اور یوں فرماتے تھے۔ آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں

تک کہ مجھ پر سلام کرے۔ نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں

ہونے والا ہے۔ اسی طرح نیا مہینہ، نیا ہفتہ، نیا دن مجھ پر سلام کرتے اور مجھے ہر ہونے والی بات

کی خبر دیتے ہیں۔ (الامن والعلی مصنفہ مولوی احمد رضا خاں صفحہ ۱۲۴ مطبوعہ نظامی پریس بریلوی)

بندہ قادر کا بھی ہے۔ قادر بھی ہے عبدالقادر۔ ذمی تصرف بھی ہے۔ ماذون بھی مختار بھی ہے

کارِ عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر۔ (نعتہ کلام مولوی احمد رضا خاں صاحب حدائق بخشش حصہ اول)

بزرگوں کی قبروں کا طواف جائز ہے۔ قبر پر خسالہ رکھنا۔ اپنے آپ کو پیر پرست کہلوانا

(الگوکبہ الشہابیہ صفحہ ۴۶)

اولیاء اللہ کی قبروں کا حج کرنا جائز ہے

دوستی رب دی لوڑنا ہیں قلعے والے واپلاڑا چھوڑنا ہیں

قلعے والے دے گرو طرف کر کے جاوے دی لوڑ ناہیں

ایہ تصور نگاہ نادانوں! رب ہو رہا میں پیر ہو رہا میں

(شرح فقیر بر آستانہ پیر صفحہ ۱۲)

مرادوں کے بھرانے والے دہائی

ہیں تاب رنج و الم غوث اعظم

تیرا نام لے کر جو نعرہ لگایا

ہم سر ہوئی ایک دم غوث اعظم

دلوں کے ارادے تمہاری نظر میں

حیاں تم یہ سب بیش و کم غوث اعظم

کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضورؐ کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضورؐ کی سرکامی

(شرح استمداد صفحہ ۲۷ الامن والعلی صفحہ ۱۱۹)

اولیاء اللہ ہمارے مالک ہیں ہم ان کے مملوک ہیں۔ (الامن والعلی ص ۹)

ہے ملک خدا پر جس کا قبضہ۔ میرا ہے وہ کامگار آقا۔ (حدائق بخشش صفحہ ۱۲)

بریلوی عقیدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ممکن الوجود ہیں اور نہ واجب الوجود یعنی

نہ خالق نہ مخلوق۔ ممکن میں یہ قدرت کہاں۔ واجب میں عبدیت کہاں (حدائق بخشش ص ۵۵)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مخلوق ہوں تو یہ خدائی قوت آپ میں کیسے ہو سکتی ہے۔ اور اگر

۱۰ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تالیف فتوح الغیب مقالہ عکاء میں فرماتے ہیں مع کل

واحد من رسلہ وانبیائہ واولیائہ شیئ من حیث لا یطلع علی ذلک احد غیرہ حتی انہ قد یكون للمرید سراً لا

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے اسرار اپنے تمام انبیاء و درمل اور اولیاء کے ساتھ اس طرح جدا جدا ہیں کہ ایک کے رازوں سے دوسرا

سوائے اللہ تعالیٰ کے آگاہ نہیں۔ حتی کہ مرید ذات حق سے جو بھید رکھتا ہے اس سے اسکا شیخ (پسید) بھی بے

خبر ہوتا ہے۔ توجب پیر اپنے مرید کے راز سے واقف نہیں تو قیامت تک کے تمام عقیدت مندوں کے دلوں

کے راز کیسے جان سکتا ہے۔

واجب الوجود یعنی خالق ہوں تو عبد نہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بندگی دین کا اصل اصول ہے اور جملہ فرائض فروع ہیں۔ (حدائق بخشش)

خداوند تعالیٰ نے خزانوں کی کنجیاں، دوزخ کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، قدرت کی کنجیاں، ہر شے کی کنجیاں آپ کو دے دیں۔ (جامع الحق صفحہ ۲۰۳)

احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد ہیں۔ (الامن والاعلیٰ ص ۶۵)
بے شک حضور کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم میں تنہا حاکم ہیں۔
(شرح استمداد صفحہ ۱۰۸)

بنا لیتا ہے۔ سلطان آپ صاحب پر عنایت ہو

خدا سے کم نہیں عزوجل اس دین کے سلطان کا
(مدح غوث اعظم)

پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری ضلع سیالکوٹ کی سرپرستی میں رسالہ "انوار الصوفیہ" نکلتا تھا اس میں آپ کے مریدین کی طرف سے نعتیہ کلام بھی شائع ہوتا تھا۔ چنانچہ جلد ۵ شمارہ ۱۹۰۹ء میں ہے۔

غلاموں کو تیرے ہے گویا مدینہ۔ علی پور سیدان جماعت علی شاہ بابت ماہ ستمبر ۱۹۲۶ء میں ہے
مدینہ بھی منظر ہے مقدس ہے علی پور بھی ادھر جائیں تو اچھا ہے ادھر جائیں تو اچھا ہے۔
بابت ماہ نومبر دسمبر ۱۹۲۲ء میں۔

سرکار علی پور بھی ہیں شاہ مدینہ پر دانہ ساں وہ عشق محمد میں فنا ہیں۔

سوال حج پر محشر میں جو پوچھیں گے تو کہہ دوں گا

میں زائر ہوں علی پور کا علی پور والیہ شامل

انوار علی پوری

حور دناک فلک پر۔ فرشتہ زمین پر تیرے

خادم ہیں دست بستہ چادر کتاب والے

شعر کا مطلب یہ ہے کہ آسمان پر فرشتے اور زمین پر چاروں کتاب والے بنی

حضرت داؤد علیہ السلام۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جماعت علی شاہ کے خادم ہیں اور چاروں کتاب والے کا مطلب اگر امتیٰ لے جائیں تو صحابہؓ و تابعین سب شاہ صاحب کے خادم ہوں گے یہ شعر اور اس جیسے کئی اشعار رسالہ انوار الصوفیہ علی پور میں شائع ہوتے رہے ہیں اور لطف یہ ہے کہ ایسے اشعار پڑھنے والوں کو فخریٰ مکتبہ اور دستار شریف کا انعام ملا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں۔ زمین و آسمان اور دونوں جہان میں حضور کا تصرف جاری ہے۔ ہر نعمت حضور کے ہاتھ سے ملتی ہے (شرح استمداد ص ۱۰۱) واضح رہے کہ شرح استمداد جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے صاحبزادہ مصطفیٰ رضا کی تصنیف ہے۔

جو بات چاہیں واجب کر دیں چاہیں ناجائز فرمادیں۔ جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں۔ (الامن والاعلیٰ ص ۱۵۱) مصنف جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین کے شارع ہیں۔ (الامن والاعلیٰ عنوان ع ۱۹۹) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام آدمیوں کے مالک ہیں۔ (الامن عنوان ع ۱۲۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوری خدائی قوت دی گئی ہے جب ہی تو خدا کی طرح مختار کل ہیں۔ (شرح استمداد)

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی (جماع) فرماتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ ۲ ص ۲۶)

بزرگان دین کے متعلق من گھڑت روایات

(۱) ایک فقیر بھگ ماتنگے والا ایک دکان پر کھڑا کہہ رہا تھا کہ ایک روپیہ دے وہ دوکاندار نے دیتا تھا۔ فقیر نے کہا روپیہ دینا ہے تو دے دے ورنہ تیری ساری دوکان الٹ ورن گاہے۔ مٹھڑی دیر میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ اتفاق سے ایک صاحب دل کا گزرا ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے۔ انہوں نے دوکاندار سے کہا کہ جلد روپیہ اسے دے ورنہ دوکان الٹ جائے گی۔ لوگوں نے کہا حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اس فقیر کے

باہن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی معلوم ہوا کہ خالی ہے پھر اس کے شیخ کو دیکھا۔ اسے بھی خالی پایا۔ پھر اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا۔ تو اسے اہل اللہ پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب زبان سے نکلے اور میں درکان الٹ دوں گا۔ تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت سے پکڑے ہوئے تھے۔

(ملفوظات جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب حصہ ۲ صفحہ ۶۳)

سبحان اللہ! یہ کھانے کا کتابڑا ڈھنگ ہے کہ ذرا مرید نے خرچی نہ دی فوراً ڈانٹ

پلا دی اور دھمکی دے کر روپے بٹوریے۔ حضرت شاہ جیلانیؒ فرماتے ہیں۔ فطعام المرید للشيخ مباح للمريد

وطعام المرید حرام فی حق الشيخ لصفاء حالته نراہة رتبته وعلوم منزلته وقربته من ربه عزوجل

(غنیۃ الطالبین) مرشد کو مرید کے مال سے نائدہ حاصل کرنا یا اس کے گھر سے کھانا کھانا حرام ہے۔

(۲) ایک بار حضرت سید می اسماعیل حضری ایک قبرستان سے گزرے اور ان کے ساتھ امام محمد علیؒ

تھے۔ حضرت سید اسماعیل نے فرمایا کہ تم اس پر ایمان لاتے ہو کہ مردے زندوں سے کلام کرتے

ہیں عرض کی ہاں۔ فرمایا۔ اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ میں جنت کی بھرتی سے ہوں۔ یعنی

جنتی ہوں۔ آگے چلے وہاں چالیس قبریں تھیں۔ آپ بہت دیر تک روتے رہے یہاں تک

کہ دھوپ چڑھ گئی۔ اس کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا کہ تو بھی انہیں میں سے ہے۔ لوگوں نے کیفیت

دیکھ کر راز دریافت کیا تو فرمایا کہ ان قبروں میں عذاب ہو رہا تھا جسے دیکھ کر میں روتا رہا اور حضرت

رب العزت کی جناب میں میں نے ان کی شفاعت کی۔ مولیٰ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول

فرمائی اور ان سے عذاب اٹھالیا۔ ایک قبر گوشے کی طرف تھی جس کی طرف میرا خیال نہ گیا تھا۔ اس

سے آواز آئی اے میرے آٹا! میں بھی تو انہیں میں ہوں۔ میں فلاں ڈومنی ہوں۔ مجھے اس کے

کہنے پر ہنسی آگئی اور میں نے ہاتھ بھی ان میں سے ہے۔

(ملفوظات حصہ ۲ صفحہ ۶۴)

اس قسم کی بے سند حکایات اس لیے گھڑی ہیں کہ کوئی کیسا ہی بے عمل منکر شرع کبیر ڈوم بد معاش

ہو صرف پیر صاحب سے اس کا معاملہ اچھا ہو۔ یعنی ان کی سالانہ یا ششماہی کی فیس وغیرہ دیتا رہے تو

اس کی کچھ پردہ نہیں خواہ کچھ ہی کرتا پھرے۔

(۳) لوگ بیعت کے معنی نہیں جانتے۔ بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ مینری کے ایک مرید دیا

میں ڈوب رہے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا۔ اپنا علم مجھے دے۔ کہ
تجھے نکال لوں۔ ان کے مرید نے کہا کہ یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں
اب دوسرے کو نہ دوں گا۔ حضرت خضر غائب ہو گئے اور یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔
(ملفوظات جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب حصہ ۲ صفحہ ۱۱۱)

اس قسم کی بے تکی کہانیاں اس لیے جوڑ رکھی ہیں کہ مرید ہمارے پیچھے سدھائے ہوئے جانوروں
کی طرح بے سوچے سمجھے چلے آئیں حالانکہ یہ مسئلہ سراسر قرآن کے خلاف ہے۔

(۱۲) سیدی عبدالوہاب اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں۔ حضرت سیدی احمد بدوی کے مزار پر بیت
ہجوم اور بڑا میلہ ہوتا تھا۔ اس مجمع میں چلے آتے تھے کہ ایک تاجر کی کینز پر نگاہ پڑی۔ فوراً نگاہ
پھیر لی۔ خیر نگاہ تو پھیر لی۔ مگر وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا
عبدالوہاب! وہ کینز تمہیں پسند ہے۔ عرض کی ہاں۔ اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیے۔
ارشاد فرمایا۔ اچھا ہم نے تم کو وہ کینز پسند کی۔ اب آپ سکوت میں ہیں کہ کینز تو اس تاجر کی ہے
اور حضور یہ فرماتے ہیں۔ معادۃ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کینز مزار اقدس کی نذر کی۔ خادم
کو ارشاد ہوا اس نے آپ کی نذر کر دی۔ ارشاد فرمایا۔ اب دیر کا ہے کی۔ فلاں حجرہ میں لے
جاؤ اور اپنی حاجت پوری کر دو۔ (ملفوظات حصہ ۳ صفحہ ۲۵)

اس قسم کی حکایتوں کو گھڑ کر انہوں نے اپنے لیے میدان صاف کیا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ آج بڑے بڑے بزرگوں کی خانقاہیں بھی چکلوں سے کم حیثیت نہیں رکھتیں۔

بریلوی جماعت کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی المتوفی ۱۳۴۰ھ
سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ زید کی منکوحہ عورت خالد کے ساتھ بھاگ گئی اور آٹھ دس برس کے بعد چند
لڑکے اور لڑکیاں لے کر آئی زید کا انتقال ہو گیا۔ وہ اولاد زید کی تصور ہو کر زید کی وارث ہوگی یا
ولد الزنا ہو کر ترکہ سے محروم رہے گی۔

جواب :- جواب میں اعلیٰ حضرت نے بہت بحث مباحثہ لکھ کر اس آٹھ دس برس کی اولاد کو
زید کی جائز اولاد قرار دے کر وارث قرار دیا ہے ان میں سے چند دلائل یہ ہیں۔
(۱) ممکن ہے کہ جن اس کے تابع ہوں۔

(۲) ممکن ہے کہ صاحب کرامت ہو۔

(۳) ممکن ہے کہ کوئی ایسا علم جانتا ہو۔

(۴) ممکن ہے کہ روح انسانی کی طاقتوں سے کوئی باب اس پر کھل گیا ہو۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۱۴)

پھر اسی کتاب میں اسی صفحہ پر مزید تشریح فرماتے ہیں۔

لہذا اگر زید اقصیٰ مشرق میں (یعنی جاپان وغیرہ میں) اور ہندہ اقصیٰ مغرب میں (یعنی کسی یورپ کے ملک میں) اور بذریعہ دکالت ان میں نکاح ہوا ان میں بارہ ہزار میل سے زیادہ فاصلہ ہوا اور صد ہا دریا یا پہاڑ سمندر حائل ہیں۔ (اور آج سے سو سال پیچھے کے حالات ہوں جبکہ گاڑھی ہوائی جہاز وغیرہ بھی نہ ہوں) اور اسی حالت میں اس وقت شادی سے چھ مہینے بعد ہندہ کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو وہ زید ہی کا ٹھہرے گا اور مجہول النسب ولد الزنا نہیں ہو سکتا۔

سبحان اللہ! اس مثال نے تو چودہ طبق ہی ہلا دیئے۔ کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے بھاگ کر کسی دوسرے کے پاس چلی جائے اور آٹھ برس تک وہاں نیچے جنتی رہے تو پھر بھی وہ اولاد اصل خاوند کی ہوگی۔ کیوں؟ اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ دلی ہو اور اپنی ولایت کے زور سے روزانہ ہزاروں کو اس فاصلہ طے کر کے اپنی بیوی کے پاس چلا جاتا ہو اور پھر واپس بھی آجاتا ہو۔

ہم کہتے ہیں کہ وہ بے غیرت ولی بن کر خود تو چلا جاتا ہے لیکن اپنی بیوی کو اپنے پاس نہیں لا سکتا اور وہ کرامت سے اپنا لطفہ تو ہزاروں کو من پر پھینک سکتا ہے۔ لیکن اس اغوا کرنے والے کو کوئی سزا نہیں دلواسکتا۔ یہ ایسی باتیں ہیں جو ہر موٹی عقل والے آدمی کی سمجھ میں بھی آسکتی ہیں۔ اس لیے ہم مسئلہ کی صورت میں اس لغزیت کا جواب دینا ضروری ہی نہیں سمجھتے۔ اگرچہ در مختار ص ۵۲۹ جو کہ فقہ کی مشہور کتاب ہے اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو ولی کے لیے طے مسافت ہے (یعنی یہ ہے کہ وہ ایک قدم میں ہزاروں میل آجا سکتا ہے) وہ جاہل کافر ہے

مذہب وہ چاہئے جس میں زنا بھی حلال ہو

(۵) حضرت غوث علی شاہ صاحب پانی پتی نے فرمایا کہ ہمارے پیر و مرشد حضرت میراعظم علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ قصبہ مہم سے دہلی واپس آرہے تھے کہ اثنائے راہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ دوپہر کے وقت ایک درخت کے سایہ میں گاڑھی ٹھہرا دی تاکہ ذرا آرام لے کر اور نماز ظہر

پڑھ کر بعد فرسوتے نمازت آفتاب آگے کو چلیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک فقیر صاحب وارد
 ہوئے۔ ہم نے روٹی پانی کی تواضع کی۔ کھاپی کر وہ بھی سو گئے اور ہم بھی۔ جب آنکھ کھلی تو کیا
 دیکھتے ہیں کہ ہماری گاڑی ایک سرائے میں کھڑی ہے۔ بیل گھاس کھا رہے ہیں۔ بھٹیاری کھانا
 پکا رہی ہے اور فقیر صاحب پڑے سوتے ہیں۔ ہماری حالت سکتہ کی ہو گئی کہ الہی! یہ کیسی سرائے
 ہے اور کون سا شہر ہے۔ اور ہم یہاں کیونکر پہنچے؟۔ بھٹیاری سے دریافت کیا کہ اس شہر کا نام
 کیا ہے؟ کہا کہ "حیرت افزا" پوچھا اسے نیک بخت یہ سرائے کس کی ہے؟ کہا اپنی فقیر صاحب
 کی اور جتنے روز یہاں ٹھہرو گے۔ یہ سب خرچ بھی ان کے ذمے ہے۔ آٹھ روز تک ہم اس شہر
 میں رہے۔ نہ اس کی ابتدا معلوم ہوئی نہ انتہا۔ حقیقت میں وہ شہر حیرت افزا تھا۔ آدمی وہاں
 کے پاکیزہ صورت، نیک سیرت، مرفع حالت۔ مکانات خوش اور مصفی اشیاء رنگارنگ موجود
 بازار نہایت مکلف۔ جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی، اسلام کا زور شور پایا۔ ہر شخص کو یاد خدا میں
 مشغول دیکھا۔ قال اللہ و قال الرسول کے سوا کچھ ذکر نہ تھا۔ غرض آٹھویں رات کو جب ہم سو کر
 اٹھے تو گاڑی اسی درخت کے تلے کھڑی ہے اور وہی وقت ہے۔ فقیر صاحب بھی سوتے
 ہیں۔ ہم نماز پڑھ کر روانہ ہوئے فقیر صاحب بھی ہمارے ساتھ ہو لیے۔ راستہ میں شخص سے
 پوچھا وہی تاریخ، وہی دن، وہی مہینہ بتایا۔ ہم کو حیرت ہوئی کہ یہ آٹھ دن کہاں گئے۔ آخر بہادر
 گڑھ پہنچے۔ وہاں ایک مکان میں ٹھہرے۔ فقیر صاحب نے بتایا کہ بعد عشاء ہماری روٹی اس مسجد
 میں لے آنا۔ جب ہم روٹی لے کر مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ یہ مسجد وہی ہے جس سے ہم نے
 نماز پڑھتے ہیں۔ بعد فراغت کھانا کھایا۔ باتیں کرنے لگے
 جب ادھی رات گئی تو فرمایا شہر کے دھوبی کپڑے دھور رہے ہیں۔ جاؤ ہمارا انگوٹ دھو لاؤ
 میں نے کہا حضرت! ادھی رات، ادھر، ادھی رات ادھر، بھلا اس وقت کون کپڑے دھوئے
 گا۔ فرمایا ذرا تم لے تو جاؤ۔ میں چلا اور شہر کے دروازہ سے باہر نکلا تو دیکھا کیا ہوں کہ دو گھڑی
 دن چڑھا ہوا نظر آتا ہے۔ غرض دھوبیوں کے پاس پہنچے۔ ایک دھوبی نے کہا لاؤ میاں صاحب
 کانگروٹ میں دو دوں اس نے دھویا۔ صاف کیا۔ دھوپ میں سکھا کر حوالے کیا۔ میاں صاحب
 کی خدمت میں لے آیا۔ مجھ کو ان باتوں کا نہایت تعجب تھا۔ فرمایا تعجب نہ کرو یہ میان مٹی

کاشگ ہے اور ایسی شعبہ ہم بہت دکھا سکتے ہیں۔ لیکن فقیری کچھ اور چیز ہے۔ ان باتوں کا خیال مت کرو۔ صبح کے وقت ہم وہی کو روانہ ہوئے اور فقیر صاحب غائب ہو گئے۔ جب ہم وہی پہنچے تو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا انہوں نے فرمایا وہ شخص حضر وقت یا البر الوقت ہے۔

(تذکرہ غوثیہ بحوالہ الانسان فی القرآن مصنفہ پیر نور الحسن کیلیاں والہ ص ۲۵۳)

سبحان اللہ! کیا ہی اچھا واقعہ ہے۔ کرامت کیا فسانہ عجائب میں سے طلسم ہو شرابا کا سفر شرع ہے کہ آنکھیں بند کیں۔ فوراً شہر حیرت افزا میں پہنچ گئے اس نے تو زمانہ جاہلیت کے افسانہ نویسوں کو بھی مات کر دیا۔ کیا اچھا ہو کہ اگر ان کتابوں کے دینی ناموں کی بجائے حکایات کی کتابوں جیسے نام ہوتے۔ "الف لیلہ" فسانہ عجائب، باغ دیہار جیسے ادب لطیف میں اور بھی اضافہ ہوتا اور لطف یہ کہ ان گپوں کو کرامات اور ایسے لوگوں کو اولیاء کہے دیتے ہیں۔

نعوذ باللہ۔ افسوس کہ پھر اس شیطان کو "حضر

کیونکہ حضر

وقت" کا نام دے رہے ہیں۔

کے معنی آج کل غیبی رہتا کالتے ہیں اور پھر شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے منسوب کر رہے ہیں۔ حالانکہ شاہ صاحب کے سامنے یہ واقعہ بیان ہوتا تو ضرور فرمادیتے کہ "یہ شیطان" ہے۔ جو لوگوں کو گمراہ کرنے کی چالیں چل رہا ہے۔

کار شیطان مے کند نامش ولی

گر ولی اینست لعنت بر ولی

نیز ایسے واقعات سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ پیر و مرشد کو کسی بھی حالت میں کوئی بڑے سے بڑا عیب کرتے دیکھو تو اس کو کچھ نہ کہو۔ انسان چھوڑ حیوانات سے بھی شہوت رانی کرتے پھریں تو مریدوں کو چاہئے کہ قطعاً کوئی اعتراض نہ کریں۔

ناظرین باتمکین! آپ بہ بلوی حضرات کے عقائد و نظریات کے تعفن سے گھبرا گئے ہوں گے۔ لیکن کیا کریں کہ ان حضرات کا تانا بانا یہی باتیں ہیں۔ اب مزید حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے ارشادات گرامی سنئے اور اپنے ایمان کو مضبوط کیجئے۔

مخلوق سے مانگنے والا بے عقل ہے

هو الخالق الاشياء جميعها وبدا الاشياء جميعها يا طالب الاشياء من غير
ما انت عاقل هل شئ ليس هو في خزائن الله قال الله عز وجل ان من شئ
الا عندنا خزائنه (الفتح الرباني مجلس اول)

ترجمہ :- وہی تمام چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے اور تمام چیزیں اسی کے قبضہ و اختیار میں ہیں۔
اے اس کے غیر سے چیزوں کو طلب کرنے والے! تو عقل مند نہیں ہے۔ کیا کوئی ایسی چیز ہے
جو اللہ تعالیٰ کے خزانہ میں نہ ہو۔ جب کہ خود خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر ایک چیز کا خزانہ
ہمارے پاس ہے۔

ہر ایک چیز کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے

ان لا فاعل على الحقيقة الا الله ولا محرك ولا مسكن الا الله ولا خير ولا شر
الا الله ولا ضرر ولا نفع ولا عطاء ولا منع ولا فتح ولا غلق ولا موت ولا
حيوة ولا عز ولا ذل ولا غنى ولا فقر الا بيد الله

(فتوح الغیب مقالہ ۳)

ترجمہ :- حقیقتہً ہر کام کا اللہ تعالیٰ ہی فاعل ہے اور نہیں کوئی حرکت دینے والا اور نہیں کوئی ٹھہرانے
والا مگر اللہ تعالیٰ۔ اور نہیں مہلانی اور شرف و نقصان دینا اور روکنا، کھولنا اور بند کرنا، موت
اور زندگی عزت اور ذلت، امیری اور فقیری کسی کے قبضہ و اختیار میں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔
حضرت شیخ المشائخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۵۲ھ رشتہ اللہ تعالیٰ
شرح مشکوٰۃ باب اسماء المحسنی اسم الہی النافع کے تحت فرماتے ہیں کہ

ایک دفعہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے دانت میں تکلیف ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی۔ اے میرے مولا! میرے دانت میں تکلیف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ جنگل کی فلاں بوٹی استعمال کرو۔ حضرت موسیٰ نے وہ بوٹی استعمال کی۔ دانت کی تکلیف دور ہو
گئی۔ تبقتاً اُسے بشریت ایک بار پھر آپ کو وہی تکلیف ہوئی تو آپ نے دوبارہ وہی بوٹی استعمال کی۔
لیکن درو میں افاقہ نہ ہوا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ

(علیہ السلام) جب پہلی دفعہ تیری داڑھی میں تکلیف ہوئی تھی تو تم نے میری بارگاہ میں التجا کی تھی۔ اب دوسری دفعہ درد ہونے پر تم نے خود بخود بوٹی کو استعمال کیا تو تکلیف درد نہ ہوئی۔ تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ سنا میرے حکم میں ہے نہ کہ بوٹی میں۔ کوئی چیز بھی میرے حکم کے بغیر اپنا اثر نہیں دکھاتی۔

(یہ حکایت تفسیر غزنی می مترجم ص ۱۸ پر بھی ہے)

اللہ تعالیٰ ہی نافع و ضار ہے

لا مھیص لمخلوق من القدر المقدر والذی خط فی لوح المسطور وإن الخلاق لوجہد وإن ینفعوا المرء بما لم یقضہ اللہ تعالیٰ لم یقدروا علیہ ولو جہدوا إن ینصروہ بما لم یقضہ اللہ لم یستطیعوا کما ورد فی خبر ابن عباس قال قال اللہ تعالیٰ وإن یمسک اللہ بصری فلا کشف لہ الا هو وإن یردک بحیث یراد لفصلہ یصیب بہ من یشاء من عبادہ (رغیۃ الطالبین)

ترجمہ :- کسی مخلوق کو اس ارادے سے کہ خداوند تعالیٰ نے کیا اور لوح محفوظ میں لکھ دیا۔ چارہ نہیں ہے۔ (مرید سنو) اگر تمام مخلوق کسی کو نفع پہنچانا چاہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں نہیں کیا تو مخلوق اس نفع کو پہنچانے پر قدرت نہیں رکھتی اور اگر تمام مخلوق کسی کو نقصان پہنچانا چاہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں نہیں کیا تو مخلوق اس نقصان کے پہنچانے پر قدرت نہیں رکھتی۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ فرمان اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اگر تجھے اللہ تعالیٰ تکلیف پہنچائیں تو اس کو اس کے سوا دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے مہلائی دیں تو اس کے فضل و کرم کو روکنے والا کوئی نہیں پہنچاتا ہے اپنا فضل و کرم اپنے بندوں سے جس پر چاہتا ہے۔

خدا کی لکھی ہوئی تقدیر کوئی نہیں بدل سکتا

عن ابن عباس انہ قال ان اردینا رسول اللہ إذ قال لی یا غلام احفظ اللہ تجدد امامک فاذا سألت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ جف القلم بما ہو کائن ولو جہد العباد ان ینفعوا بشیء لم یقضہ اللہ لک لم

يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَلَوْ جَهَدَ الْعِبَادُ أَنْ يَصْرُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَقْضِهِ اللَّهُ عَلَيْكَ لَمْ
يَقْدِرُوا (فتح الغيب مقالہ نمبر ۲۲)

ترجمہ :- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھا۔ ناگاہ آپ نے مجھے فرمایا۔ اے لڑکے! تو اللہ تعالیٰ کو ہر وقت نگاہ میں رکھ (یعنی اس کے احکام و حدود کی حفاظت کر۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنی حفاظت میں رکھیں گے، تو پائے گا تو اس کو مدد کرنے والا۔ پس جب سوال کرے تو اللہ ہی سے کر۔ اور جب تو مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد چاہ۔ کیونکہ جو کچھ ہونے والا ہے۔ اسے لکھ کر تقدیر کا قلم خشک ہو چکا اور اگر تجھے تمام بندے ایسا فائدہ پہنچانے کی کوشش کریں جو تیری تقدیر میں نہیں تو وہ اس کام پر قدرت نہیں رکھتے اور اگر تجھے تمام بندے ایسا نقصان پہنچانا چاہیں جو تیری تقدیر میں نہیں۔ تو وہ اس کام پر قدرت نہیں رکھتے۔ یعنی تیری تقدیر کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

اس حدیث شریف کی تشریح میں حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَيَنْبَغِي لِكُلِّ مُؤْمِنٍ أَنْ يَجْعَلَ هَذَا الْحَدِيثَ مِرَاةً لِقَلْبِهِ وَشِعَارَةً
وَدِتَارَةً وَحَدِيثَهُ فَلْيَعْمَلْ بِهِ فِي جَمِيعِ حَرَكَاتِهِ وَسَكَنَاتِهِ حَتَّى يُسَلِّمَ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَيَجِدَ الْعِزَّةَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ
ترجمہ :- ہر مومن کو چاہیے کہ اس حدیث شریف کو اپنے دل کا آئینہ اور اوپر نیچے کا لباس اور ہر وقت کی گفتگو بنائے پھر تمام حرکات و سکنات میں اسی پر عمل کرے تاکہ دنیا و آخرت میں سلامتی اور عزت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ پائے۔ حدیث شریف میں ہے

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَزَالُ بِصَيْبِكَ
فِي كُلِّ عَامٍ وَجَعٌ مِنَ الشَّاةِ الْمَسْمُومَةِ الَّتِي أَكَلْتَ قَالَ مَا أَصَابَنِي شَيْءٌ
مِنْهَا إِلَّا وَهُوَ مَكْتُوبٌ عَلَيَّ وَأَدْمُ فِي طَبِئَتِهِ

(رواہ ابن ماجہ و مشکوٰۃ شریف باب ایمان بالقدر)

ترجمہ :- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے عرض کی اے

اللہ تعالیٰ کے رسول! آپ کو ہمیشہ ہر سال اس زہر آلود بکری کا گوشت کھانے سے جو کہ آپ نے (خیبر) میں کھایا تھا تکلیف پہنچتی ہے؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اس بکری کے گوشت کی وجہ سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔ بلکہ جو کچھ میری تقدیر اور قسمت میں لکھا گیا۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی ہی میں تھے۔ وہی مجھ کو پہنچ رہا ہے۔

ناظرین باتمکین! اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ جب رحمۃ للعالمین شفیع المؤمنین خاتم النبیین سید المرسلین امام المعصومین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقدیر الہی کے پابند و تابع ہیں تو اور کون ہو سکتا ہے جو تقدیر الہی کے تابع نہ ہو۔ تقدیر الہی کیا ہے۔ اندازہ الہی۔ تو کیا اندازہ الہی غلط ہو سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تو جو شخص یہ کہے کہ خدا کی تقدیر فلاں بزرگ نے بدل دی تو اس کا معنی یہ ہوا کہ انہوں نے خدا کے اندازہ کو غلط جانا۔ تبھی تو بدلا اور اگر درست تھی تو بدلنے کی ضرورت نہیں۔ نتیجہ بالکل صاف ہے کہ خدا کی لکھی ہوئی تقدیر کوئی نہیں بدل سکتا۔

ناظرین! آپ مذکورہ بالا ارشادات کی روشنی میں مرشد حقانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل کرامات جو پیشہ درو اعظین جگہ جگہ بیان کرتے ہیں۔ ان کے سچایا جھوٹا ہونے کا اندازہ خود بخود لگالیں۔

کرامت نمبر ۱:- ایک عورت کے لڑکے کی بارات دیا میں ڈوب گئی۔ بارہ سال بعد پیر جیلانی نے وہ ڈوبا ہوا بیڑا نکال دیا۔ دولہا دلہن اور بارات کے آدمی گھر واپس آگئے۔ ہمارے ہاں ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک کشتی ڈوبنے لگی تو سواروں میں سے کسی نے حضرت امیر شیخ علیہ الرحمۃ کے نام کی دہائی دی تو ملاح نے کہا کہ خدا کا واسطہ اس نیک بزرگ کو نہ بلا یہ تو ۱۲ سال بڑی ڈوب کر نکالتا ہے اس کو بلا جو ڈوبتا ہی نہیں۔ خداوند تعالیٰ کے نام کی دہائی دے۔

کرامت نمبر ۲:- ایک عورت کا بچہ فوت ہو گیا وہ پیر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے ملک الموت عزرائیل علیہ السلام سے روجوں کا مقبلہ چھین لیا۔ اس کو جب کھولا تو اس بچہ کے علاوہ اور بھی جتنی روحیں اس میں موجود تھیں وہ سب کی سب دوبارہ جسم میں لوٹ گئیں جس سے وہ تمام مردے زندہ ہو گئے۔

کرامت نمبر ۳:- پیر جیلانی کا ایک دھوبی تھا۔ وہ جب فوت ہوا اور قبر میں دفن کیا گیا تو اس کے پاس منکر

بکیر آئے۔ اور انہوں نے پوچھا کہ مَنْ رَبُّكَ تیرا رب کون ہے تو اس نے کہا کہ میں پیر جیلانی کا دھوبی ہوں۔ انہوں نے دوبارہ پوچھا۔ مَنْ رَبُّكَ تیرا رب کون ہے تو اس نے کہا کہ حضرت پیر جیلانیؒ نے میرے ساتھ ٹھیکہ کیا تھا کہ تو میرے کپڑے دھو دیا کر، میں تمہارے گناہ دھو ڈالوں گا۔ غیب سے آواز آئی کہ اسے چھوڑ دو۔

کرامت نمبر ۴ :- ایک عورت آپؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی۔ آپ مرغانِ نادل فرما رہے تھے اور اس عورت کا بیٹا جو کہ حضرت پیر صاحب کا مرید تھا۔ وہ پاس بیٹھا دال سے روٹی کھا رہا تھا۔ اس عورت نے کہا حضرت! یہ کیا میرا بیٹا دال سے روٹی کھا رہا ہے اور آپ مرغِ نادل فرما رہے ہیں تو آپ نے مرغ کی ہڈیوں کو فرمایا تم باذن اللہ۔ تو ہڈیاں اسی وقت مرغ کی صورت میں آگئیں۔

کرامت نمبر ۵ :- آپ کے زمانہ میں ایک عیسائی نے چیلنج کیا کہ ہمارے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کیا اور مسلمانوں کے پیغمبر نے کسی مردہ کو زندہ نہیں کیا تو حضرت پیر جیلانیؒ نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر تو بڑی شان والے ہیں۔ میں آپ کا غلام ہوں تو جس قبر پر کھڑے ہو کر کہے گا۔ اسی قبر کے مردہ کو زندہ کر دوں گا چنانچہ وہ عیسائی گویاے کی قبر پر کھڑا ہوا اور کہا کہ اس مردہ کو زندہ کر دو۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اسی حالت میں اٹھے جو کہ اس کا پیشہ تھا۔ اس نے کہا ہاں تو پیر جیلانیؒ نے فرمایا۔ تم باذن اللہ۔ تو وہ مردہ زندہ نہ ہوا تو پھر آپ نے کہا۔ تم باذن اللہ تو وہ گویا طنبور بجاتا ہوا اپنی قبر سے باہر نکل آیا۔

کرامت نمبر ۶ :- رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کرائی اور آپ روح مع الجسم وہاں تک تشریف لے گئے جہاں آج تک کوئی گیا ہی نہیں۔ تو جب آپ ساتویں آسمان تک پہنچے تو سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دے دیا کہ حضور! میں اس سے آگے نہیں جاسکتا۔ تو حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پہنچایا۔ (جھوٹ۔ تراجموٹ۔ اس سے بڑھ کر کوئی جھوٹ ہی نہیں)

کرامت نمبر ۷ :- ایک دفعہ ایک لڑکا حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ جناب! میرے والد بزرگوار کو قوت ہوئے چند دن ہو گئے ہیں۔ میں نے آج رات خواب

میں دیکھا کہ میرے باپ کو عذاب قبر ہو رہا ہے۔ آپ دعا کیجئے کہ قبر کا عذاب ٹل جائے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تیرا باپ میرا مرید ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے پھر پوچھا کہ وہ کبھی میری مجلس میں آیا تھا۔ اس نے کہا نہیں جناب۔ تو آپ نے پھر دریافت فرمایا کیا وہ کبھی میرے مدرسہ کے قریب سے بھی گذرا تھا۔ اس نے کہا ہاں جناب میرا باپ ایک دفعہ آپ کے مدرسہ کے پاس سے گذرا تھا۔ حضرت شیخ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے مولا! تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ جو تیرے مدرسہ کے قریب سے بھی گذر جائے گا۔ میں اس کو عذاب قبر میں مبتلا نہیں کروں گا۔ (کیا اللہ تعالیٰ وعدہ کر کے بھول گیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو عذاب قبر سے رہائی دے دی۔

کرامت نمبر ۸ :- ایک شخص نے رمضان المبارک میں حضرت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو انطاری کی دعوت دی۔ تو آپ نے قبول فرمائی۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا تو اس نے بھی آپ کو اسی روز اسی وقت انطاری کی دعوت دی تو آپ نے دعوت قبول فرمائی۔ ایسے ہی دس بیس لوگوں نے آپ کو دعوت دی اور آپ ہر ایک شخص کی دعوت قبول فرماتے رہے۔ تاآنکہ آپ کو اپنے گھر سے بھی بلاوا گیا کہ آپ انطاری گھر آ کے کریں۔ جب انطاری کا وقت ہوا تو آپ نے روزہ انطار کیا۔ اور روزہ انطار کرنے کے بعد جب تمام لوگ مسجد کی طرف آئے تو ان میں سے ہر ایک یہی کہہ رہا تھا کہ آج حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے غریب خانہ میں روزہ انطار کیا ہے۔ جب اہل خانہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ روزہ آپ نے گھر میں انطار کیا ہے یعنی آپ انطاری کے وقت ہر جگہ موجود تھے۔ (دلی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں)

کرامت ۹ :- ایک دفعہ حضرت پیران پیر کے مخالفوں نے آپ کے علم غیب کا امتحان لینا چاہا۔ تو ایک زندہ لڑکے کو یونہی ہنلا دھلا کر چار پائی پر ڈال کے آپ کی خدمت میں لے آئے اور عرض کی کہ اس بچے کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد جب انہوں نے دیکھا تو بچہ واقعی مر چکا ہے۔ حیران رہ گئے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے جب نماز جنازہ شروع کی تھی تو اس سے پہلے ہی میں نے اس کو مار دیا تھا۔ خدا کا مارا ہوا تو قیامت کو جی اٹھے گا۔ لیکن میرا مارا ہوا تو قیامت کو بھی نہیں جی سکے گا۔ (نعرہ غوثیہ)

کرامت نمبر ۱۰ :- حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کو ایک رات میں ستر دنہ احتلام ہوا۔ صبح

اس نے آپ کی خدمت میں رات کا واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تیری تقدیر میں ستر زمانے لکھے ہوئے تھے۔ ہم نے اس کو بدل کر ستر دفعہ احتلام کر دیا۔ (ہذا بھتان عظیم)

تلك عشرة كاملة

ناظرین یا تمکین! ہمیں کرامت سے انکار نہیں۔ پیغمبر کا معجزہ اور ولی کی کرامت دونوں برحق ہیں۔ لیکن ولی کی کرامت کتاب و سنت، قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہو۔ پیغمبر کا معجزہ بھی پیغمبر کے اختیار میں نہیں ہوتا۔

شیخ المشائخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان ص ۳۹ پر فرماتے ہیں۔
معجزہ فعل الہی است۔ نہ فعل رسول زیرا کہ خرق عادت پروردگار تعالیٰ از بندہ ممکن نباشد۔
ترجمہ :- معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے نہ کہ فعل پیغمبر۔ اس لیے کہ خلاف عادت پروردگار تعالیٰ (یعنی معجزہ) بندہ سے نہیں ہو سکتا۔ مدارج النبوت جلد ۲ ص ۹۱ پر فرماتے ہیں۔

معجزہ فعل نبی نیست۔ بلکہ فعل خدا است کہ بردست وہی اظہار نمودہ بخلاف افعال دیگر کہ کسب این از بندہ است و خلق از خدا و در معجزہ کسب نیز از بندہ نیست۔ پس معنی این آیتہ این است کہ مارمیت از میت صورتہ و لکن اللہ ہی حقیقتہ۔

معجزہ فعل نبی کا نہیں ہے۔ بلکہ فعل خدا ہے کہ نبی کے ہاتھ پر اظہار کیا گیا بخلاف دوسرے فعلوں کے کہ کسب ان کا بندہ کی طرف سے ہے اور پیدا کرنا ان کا خدا کی طرف سے ہے اور معجزہ میں کسب بھی بندہ کی طرف سے نہیں ہے۔ پس معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ نہیں مارا تو نے جس وقت صورتہ اور لیکن مارا اللہ تعالیٰ نے حقیقتہ۔ یہی حضرت شیخ دہلوی فتوح الغیب مع شرح فارسی ص ۲ پر فرماتے ہیں۔
معجزہ و کرامت فعل خدا است۔ کہ ظاہر ہے گرد۔ بردست بندہ۔ صفحہ ۱۱۱ پر فرماتے ہیں۔

کرامت و حقیقت فعل حق است کہ بردست ولی ظہور یافتہ چنانچہ معجزہ بردست نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
ناظرین یا تمکین! حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف صاف فرمادیا ہے کہ معجزہ اللہ کا فعل ہے پیغمبر کا فعل نہیں۔ تو ہم آپ سے پوچھتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کے فعل میں کسی کو اختیار ہے۔ جواب بالکل ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فعل میں کسی کو اختیار نہیں تو نتیجہ ظاہر ہے کہ معجزہ رسول کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ تو جب معجزہ پیغمبر کے اختیار میں نہیں تو کرامت ولی کے اختیار میں کیسے ہو سکتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرسندی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۳۲ھ کا فیصلہ کن ارشاد

”حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند آپ کی محبت و عقیدت میں غلو سے کام لیتے ہیں“ (مکتوبات شریف جلد اول صفحہ ۱۹۹ مکتوب ۲۹۳ مطبع نول کشور)
یہ بات آپ نے آج سے ساڑھے تین سو سال قبل فرمائی تھی۔ تو اب امتداد زمانہ کی وجہ سے جہلا سفہاء کی عقیدت مندی میں غلو کا اندازہ باسانی لگایا جاسکتا ہے۔ ایک بات آپ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اسلام میں غلو کی اجازت نہیں ہے۔

صرف خدا سے مانگو

فلیکن لك مسؤل واحد ومعطى واحد وهمة واحد وهو ربك عز وجل
الذی نواصی الملوك بیدة وقلوب الخلق بیدة (فتوح الغیب مقالہ ۲)
ترجمہ :- تجھے ایک ہی سے مانگنا چاہیئے۔ اور تیرا دینے والا بھی صرف ایک ہے اور تیرا مقصود بھی
ایک ہے اور وہ تیرا پروردگار ہے جس کے قبضہ میں بادشاہوں کی پیشانیاں ہیں اور جس
کے قبضہ میں تمام مخلوق کے دل ہیں۔

لفظِ اللہ (معبود) کا معنی

ان الخلق یفزعون ویتضرعون الیہ فی الحوادث والحوائج ذہریا لہم
ای یجیرہم فسمی اللہا (خطبہ غنیۃ الطالبین)
ترجمہ :- بے شک اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس کی بارگاہ میں عاجزی و گریہ و زاری سے اپنی ضرورتوں
اور حاجتوں کو پیش کرتی ہے پس وہ ان کی رفع حاجات فرماتا ہے اور پناہ دیتا ہے۔ اس
لیے اس کا نام اللہ (معبود) ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز بیت ہے

کیف تقول لا الہ الا اللہ و فی قلبک کمالہ کل شیء یتعتمد علیہ و تشق

بِهِ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَهُوَ صَمٌّ (الفتح الربانی اترتیسویں مجلس)

ترجمہ :- اے انسان! تو کیسے کہتا ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ۔ حالانکہ تیرے دل میں کئی خدا ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ہر وہ چیز جس پر تو بھروسہ کرے اور اپنی امیدیں وابستہ کرے وہ تیرا بت ہے علامہ اقبال مرتوی ۱۹۳۸ء کی خوب فرماتے ہیں۔

توں سے تجھ کو امیدیں خدا سے تو میدی

مجھے بتا تو سہی اور کانسری کیا ہے

ف :- ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ مثلاً سجدہ، طواف، نذر و نیاز اس کے نام کی قربانی، وظیفہ اسماء الحسنی، اپنے آپ کو اس کا بندہ کہنا، استمداد و مافوق الاسباب اس کو اس کے غیر کے ساتھ اختیار کرنے سے وہ غیر من دون اللہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خداوند تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ لیکن عیسائیوں نے آپ کے ساتھ وہ تمام چیزیں اختیار کر لیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں تو قرآن مجید میں ان کو من دون اللہ کے ساتھ ذکر کیا۔

(۱) أَحْسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ

(سورۃ کہف آخری رکوع)

ترجمہ :- اے کیا سمجھتے ہیں کافر جو پکڑیں گے قیامت کے دن میرے بندوں کو سوائے میرے دوست اپنا یعنی یہ کافر جو مجھے چھوڑ کر حضرت عیسیٰ اور عزیز کو خدا کہتے ہیں۔ اس واسطے سمجھتے ہیں کہ قیامت میں ہمیں وہ عذاب خدا کے سے چھٹا دیں گے یہ غلط سمجھتے ہیں وہ ہرگز نہیں چھٹا سکیں گے۔ (ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

درس نظامیہ کی معتبر و مستند تفسیر جو کہ بریلوی حضرات کے مدارس میں بھی پڑھائی جاتی ہے۔

تفسیر جلالین میں عبادی کے تحت حضرت عیسیٰ و عزیز علیہما السلام کا نام لیا گیا ہے۔ تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت ہے۔

اربابا یرید بالعباد عیسیٰ والملائکۃ

اس سے زیادہ وضاحت قرآن مجید ساتواں پارہ رکوع ۶ میں ہے۔

(۲) إِذْ قَالَ اللَّهُ لِعِيسَىٰ بْنِ مَرْيَمَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوا

اِحْيَى الْهَيَاتِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ط (سورۃ باندہ آخری رکوع)

ترجمہ:- اور یاد کر اے محمد صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم جس وقت کہے گا اللہ دن قیامت کے کہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے آیا تو نے کہا تھا۔ آدمیوں کو کہ پکڑو تم مجھ کو اور ماں میری کو و خدا سوائے اللہ تعالیٰ کے ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی

یہاں حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کو من دون اللہ کہا۔

(۳) قُلْ اَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ اَنْفَعًا ط

ترجمہ:- کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نصاریٰ کو کہ آیا بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ

تعالیٰ کے سے اس چیز کی کہ مالک نہیں ہے۔ واسطے تمہارے نقصان کو اور نہ فائدے کو۔

مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ از شاہ عبدالقادر دہلوی۔

اب آپ اس آیت کریمہ کے سیاق و سباق کو دیکھیے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر مورخ

ہے اور تمام مفسرین نے یہاں حضرت مسیح کا ہی نام لیا ہے۔ جب ان کی بندگی شروع ہو گئی تو خدا

وند تعالیٰ نے ان کو من دون اللہ کے ساتھ ذکر کیا۔

(۴) اَفَرَأَيْتُمْ اللّٰتَ وَالْعُزَّىٰ ۝ وَمَنْوَةَ الثّٰلِثَةِ الْاٰخِرٰتِ ۝

(پارہ ۲۷ رکوع ۵ سورۃ نجم)

ترجمہ:- اے بھلا دیکھو تو کہ لات اور عزیٰ اور منات تیسرا اور ہے یہ کہہ کر سکتے ہیں جو خدا تعالیٰ

نے پیدا کیا ہے۔ لات ایک بت کا نام تھا جو قوم ثقیف اسے پوجتے تھے اور عزیٰ ایک

درخت تھا جو عطفان کی اولاد اس کو پوجتی تھی اور منات ایک پتھر تھا جو کئی قومیں اسے پوجتی

تھی اور ان کے گمان میں یوں تھا جو ان ہر ایک بتوں کے اندر ایک فرشتہ یا جن جو بیٹیاں خدا

کی ہیں سو ہمیں بخشو ائیں گے۔

لات، منات، عزیٰ، ہبل یہ مشرکین عرب کے بڑے بڑے بت تھے جو کہ بزرگوں کے نام

پر انہوں نے بنا رکھے تھے۔ تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ لات ان میں ایک ایسے بت تھے جو کہ

حج کے موقع پر مسافروں، حاجیوں کو ستو گھول کر پلانے تھے جب یہ بزرگ حضرت پیر ستو شاہ

صاحب فوت ہو گئے۔ تو لوگوں نے ان کی قبر پر عبادت کے لیے اعتکاف بیٹھنا شروع کر دیا۔ بعد

میں ان کا بنتا بنا کر خانہ کعبہ میں نصب کر دیا۔

(۱۵) لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَ
يَعُوقَ وَنَسْرًا ۝ (پارہ ۲۹ سورۃ نوح)

ترجمہ:- حضرت نوح علیہ السلام کے جواب میں قوم کے سرداروں نے قوم کو کہا۔ مدت چھوڑ لو اپنے
قدیم خداؤں کو جو ایک وُد ہے سو وہ ایک بت تھا۔ مرد کی صورت اور نہ سواع کو چھوڑ دو جو
وہ ایک بت تھا۔ عورت کی صورت۔ اور نہ چھوڑو یغوث کو۔ وہ جو ایک بت تھا۔ شیر کی صورت
اور نہ چھوڑو یعوق کو وہ جو ایک بت تھا۔ گھوڑے کی صورت۔ اور نہ چھوڑو نسر کو جو وہ ایک بت
تھا چیل کی صورت اور مشہور یوں ہے کہ اس نام کے پانچ شخص تھے نیکیجت نوح سے پہلے
بہت لوگ ان کے معتقد تھے۔ جب وہ فوت ہوئے تب لوگوں کو ان کا بہت غم ہوا شیطان
نے آکر کہا۔ تم کیوں غمگین ہوتے ہو۔ تمہاری تسلی کے واسطے ان کی صورتیں بنا دیتا ہوں۔ تم
ان صورتوں کو دیکھا کرو اور یہ پانچ بت بنا کر اس قوم میں رکھے ہوتے بعد ایک مدت کے
ان ہی صورتوں کو خدا لگے سمجھنے۔ اور ان ہی کو پوجنے لگے۔

(ترجمہ و تشریح از شاہ عبدالقادر دہلوی)

بخاری شریف جلد ۲ کتاب التفسیر سورۃ نوح زیر آیت ہے۔

اسماء رجال صالحین من قوم نوح

یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے صالح لوگوں کے نام ہیں۔ بلکہ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ دو حضرت

شیت علیہ السلام کا دوسرا نام ہے جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔

(۶) قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا
تَحْوِيلًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ
أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ نَرْحَمَهُ ۚ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ

(پارہ ۱۵ رکوع ۶)

ترجمہ:- کہو اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ پکارو تم ان کو جن کو جانتے تھے خدا سوائے خدا
تعالیٰ کے جو وہ تمہاری اس مصیبت کو اور قحط کو تم پر سے دور کریں تم اسے کافرو! بہتر ا

کہو گے انہیں پر وہ دور نہ کر سکیں گے۔ سختی قحط کی تم سے دور کرنا اور نہ اس حلال کو پھیر سکیں گے کہتے ہیں کہ ایک قوم فرشتوں کو پوجتی تھی اور ایک فرقہ دیوؤں کی بندگی کرتا تھا سو ان کے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گروہ یعنی فرشتے اور دیو جن کو یہ کافر پوجتے ہیں اور ان کی بندگی کرتے ہیں۔ وہ ڈھونڈتے ہیں طرف رب اپنے کے وسیلہ جو کوئی کہ ہے نزدیک یعنی وہ جن اور فرشتے جو حق کے نزدیک ہیں۔ وہ آپ وسیلہ ڈھونڈتے ہیں بندگی کرنے سے یعنی وہ خود بندگی کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی اور امیدوار ہیں۔ اس کی مہربانی کے اور ڈرتے ہیں اس کے عذاب سے۔

(ترجمہ و تشریح از شاہ عبدالقادر دہلویؒ)

تفسیر جلالین، خازن اور معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت ہے۔

كَا الْمَلٰٓئِكَةِ وَعِيسٰی وَعَزِیْرٍ

من دُونِهِ سے مراد فرشتے، عیسیٰ اور عزیز علیہم السلام ہیں۔

تفسیر جامع البیان میں ہے کہ جب کہ کرمہ میں قحط پڑا تو مشرکین کہ آنحضرت فداہ ابی دؤمی روحی و قلبی کے پاس آئے تو اس وقت اللہ پاک نے یہ آیت کہ یہ نازل فرمائی کہ اپنی اس تکلیف میں اپنے خداؤں یعنی فرشتوں کو بلاؤ جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری تکلیف دور کریں لیکن وہ فرشتے اور عیسیٰ و عزیز ہرگز تمہاری تکلیف دور نہیں کر سکتے۔

(۷) وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ اَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقْرِبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰی (پارہ ۲۳ رکوع ۱۵)

ترجمہ:- اور وہ لوگ جو دوست پکڑتے ہیں بتوں کو سوائے خدا تعالیٰ کے اور سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بتوں کی بندگی اس واسطے کرتے ہیں۔ تو نزدیک کرادیں وہ بت ہم کو خدا تعالیٰ سے اور ہمارے گناہ بخٹوادیں۔ کوئی فرشتوں کو پوجتا تھا اور کوئی سورج کو اور کوئی تاروں اور کوئی حضرت موسیٰ کو یا عیسیٰ کو خدا سمجھ کر بندگی کرتے تھے۔

(ترجمہ و تشریح از شاہ عبدالقادر دہلویؒ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کون نہیں جانتا۔ تمام مذاہب میں آپ عزت و قدر کی نگاہ سے

دیکھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں امام الموحدین ہیں۔ تمام عمر اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتے رہے۔ توحید کی خاطر ہجرت کی۔ قوم، وطن اور خاندان کو چھوڑا۔ اہل توحید کے لیے حکم الہی ایک مرکز یعنی بیت اللہ شریف تعمیر کیا۔ اس کے باوجود مشرکین عرب نے خانہ کعبہ کے اندر اس کی دیوار پر آپ کی اور آپ کے فرزند اکبر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں بنائیں۔ چنانچہ

(۸) بخاری شریف بابین رکۃ البی صلی اللہ علیہ وسلم الرایتہ یوم الفتح جلد ۱ صفحہ ۷۱۴ میں ہے کہ جب آنحضرت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے بیت اللہ شریف کے تمام بتوں کو توڑنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے جو بت تھے۔ ان کے ہاتھوں میں تیر تھے۔ ان تصویریں اور بتوں کو توڑنے کو آپ نے خود اپنے دست مبارک سے محو کر دیا۔

(۹) الفوز الکبیر فی اصول التفسیر میں حجتہ اللہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لمتونی ۱۱۷۹ فرماتے ہیں کہ

سب سے پہلے عمرو بن لُحی مشرک نے حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے بت بنائے۔ اب اگر کوئی مشرکین عرب کی صورت حال کو دیکھنا چاہے تو ہندوستان کے بزرگوں کے مزارات دیکھ لے جو کچھ بیت اللہ شریف کے بتوں کے ساتھ ہوتا تھا وہی کچھ یہاں کے جاہل مسلمان صالحین کی قبروں کے ساتھ کرتے ہیں۔

مولانا الطاف حسین حالی کیا خوب فرماتے ہیں۔

وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہر اجلوہ گر حق زمین و زمیں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گمان میں
وہ بد لاگب آ کے ہندوستان میں

(۱۰) یَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَنْصُرُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ

شُفَعَاءُ نَا عِنْدَ اللَّهِ (سورۃ یونس پارہ ۱۱ رکوع ۷)

ترجمہ:- عبادت کرتے ہیں وہ (مشرکین) اللہ کے غیر کی جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکیں اور نہ نفع دے سکیں۔ اور کہتے ہیں وہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۰۶ھ اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر
کبیر میں فرماتے ہیں۔

انہم وضعوا هذا الاصنام والاثان على صور انبيائهم واکابرهم
وزعموا انهم متى اشتغلوا بعبادة هذه التماثيل فان اولئك الاکابر يكونون
شفعاء لهم عند الله ونظيره في هذه الزمان اشتغال كثير من الخلق
بتعظيم الاکابر على اعتقاد انهم اذا عظموهم قبورهم فانهم يكونون
شفعاء لهم عند الله تعالى

ترجمہ :- یعنی بت پرستوں نے یہ اصنام و اوثان اپنے انبیاء و اکابر کی صورت پر تراشے تھے
اور یہ خیال کرتے تھے کہ جب ہم ان کی عبادت میں مشغول ہوں گے تو یہ اکابر اللہ تعالیٰ کے
پاس ہماری شفاعت کریں گے۔ اس کی نظیر اس زمانے میں اکثر لوگوں کی اپنے بزرگوں کی
قبروں سے مشغولیت ہے اس اعتقاد سے کہ اگر ہم ان قبروں کی تعظیم کریں گے تو یہ اللہ
کے نزدیک ہمارے شفیع ہوں گے۔

ف:- اوپر کی توضیحات سے مندرجہ ذیل چار امور صاف طور پر لازم آتے ہیں انہیں خوب
ذہن نشین کرنا چاہئے۔

(۱) زمانہ قدیم کے بت پرست حقیقت میں انبیاء و اولیاء پرست تھے حق تعالیٰ نے انہیں
مشرک قرار دے دیا۔

(۲) وہ خود اس امر کے قائل تھے کہ بت ہمارے بالاستقلال معبود نہیں بلکہ بالاستقلال ہمارا معبود
اللہ ہی ہے اور یہ صرف ہمارے سفارشی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو سفارشی جان کر بھی
اس کی عبادت کرنا موجب شرک ہے۔

(۳) جو افعال عبادت ان مشرکوں سے صادر ہوئے اگر وہ کسی کلمہ گو سے بھی صادر ہوں تو اس
پر بھی شرک کا اطلاق کیا جائے گا اور اس کا دعویٰ اسلام اور اس کی کلمہ گوئی اطلاق شرک سے
فصیح نہیں ہوگی۔ چنانچہ اسی وجہ سے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے گور پرستوں کو بت پرستوں کی
نظیر قرار دیا۔

۱۴۱) جب غیر اللہ کو شفیع جان کر ان کی عبادت کرنا شرک ہوا تو پھر ان کو بالاستغاث عالم میں متصرف جان کر پوجنا تو بدرجہ اولیٰ شرک ہوگا۔ مثلاً انبیاء و اولیاء سے اولاد مانگنا۔ رزق کی کشادگی چاہنا۔ قضاء حاجات کی دعا کرنا وغیرہ ہم مشرکین کی عبادت میں یہی مٹھی کہ وہ اپنے اصنام و اوثان (غیر اللہ) کو مقرب، سفارشی اور نافع و ضار سمجھ کر ان کے سامنے ذلیل و خوار بن کر کھڑے ہوتے اور فریاد رسی چاہتے تھے۔ اپنے مال کا ایک حصہ ان کی نذر دنیا کے لیے صرف کرتے تھے۔ ان کی معیتیں مانگتے تھے۔ ان کے لیے جانور ذبح کرتے اور ان کے ارد گرد طواف کرتے۔ گودہ حتیٰ کی بلو بیت کے قائل تھے اور اس کو خالق، مالک، رازق، حاجی و معیت مدبر زمین و آسمان مانتے تھے۔

وَمَا يَوْمِنَا كَمَا يَوْمِنَا بِاللَّهِ إِيَّاكُمْ وَمُشْرِكُونَ

خواجه الطاف حسین حالی کیا خوب فرماتے ہیں۔

کرے غیر گریب کی پوجا تو کافر جو پھڑپھڑے بیٹا خدا کا تو کافر

جھکے آگ پر پیر سجدہ تو کافر کو اکب میں مانے کر شرم تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں

پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کہ جو چاہیں خدا کہ دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

مزا دوں پو دن رات تدریں پڑھائیں شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے

نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

(۱۱) شیخ المشائخ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

امر فرمود لعمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نحو کہ دن صور انبیاء و ملائکہ کہ کفار در دیوار ہائے

خانہ کعبہ کشیدہ بودند۔ پس ہمہ را نحو کہ و عمر آل صورت ابرہیم و اسماعیل را نگاہ داشتہ بودند در دست

ہر یک تیر قمار آندازیند فرمود۔ کہ نحو کنند این قوم نئے و استند کہ پیغمبران ہرگز قمار بناختہ اند پس دیوار

آب طلبید بدست خود آن دو صورت را پشت۔ مدرج النبوت جلد ۲ ص ۱۹۳

ترجمہ :- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انبیاء و ملائکہ

کی صورتوں اور تون کو مٹانے کا حکم فرمایا جو کہ کفار نے خانہ کعبہ کی دیواروں پر بنائی تھیں پس انہوں نے تمام صورتوں کو مٹا دیا۔ مگر حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی صورت صورت کو نہ مٹایا۔ ان دونوں پیغمبروں کے ہاتھ میں جو اُکھلنے کے تیرتھے۔ ان کی صورتوں کو بھی آپ نے مٹانے کا حکم فرمایا۔ نیز آپ نے فرمایا یہ قوم نہیں جانتی کہ پیغمبر ہرگز جو اُکھلے نہیں کھیلے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ڈول منگو کر خود ان دونوں پیغمبروں کی صورتوں کو مٹا دیا۔

ف: - حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۵۲ھ علمی حلقوں میں عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں خصوصاً ہندوستان کے ممتاز حنفیوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے آپ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ خانہ کعبہ میں نبیوں اور فرشتوں کے بت بنے ہوئے تھے۔

۱۱۲۱ یہی حضرت شیخ صاحب مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ پر فرماتے ہیں کہ اساف و ہبل و نائلہ و تمان و گیراکہ بزرگ بودند شکستند فتح مکہ مکرمہ کے دن اساف، ہبل، نائلہ اور دوسرے بت جو کہ بزرگوں کے نام پر بنائے گئے تھے ان سب کو توڑ پھوڑ دیا۔

ف: - ہبل حضرت آدم علیہ السلام کے بڑے بیٹے ہابیل کا بت تھا جس کو قابیل نے قتل کیا تھا یعنی یہ بت ہبل شہید کا تھا۔ مشرکین عرب نے اسی لیے تو اس کو خانہ کعبہ کی چھت پر رکھا ہوا تھا۔

(۱۳۱) اساذہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۹ھ پارہ ۵ تیسواں تحت سورت البینہ فرماتے ہیں۔

و بعضے ازیشاں مثل قریش و دیگر جہال عرب صورہائے بزرگان صالح را معبود سے ساختند و انہار اچیت اعتقاد کمال تقرب در جناب الہی وسیلہ امور دنیا و آخرت سے انگاشتند۔

ترجمہ: - اور بعضے ان مشرکین سے مثل قریش و دیگر جہال عرب بزرگان صالح کی صورتوں کو معبود بناتے ہیں اور ان کو کمال تقرب کے اعتقاد کی نیت سے دنیا و آخرت کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ لاتے ہیں۔

(۱۳۲) دوسری جگہ سورت کافرون کے تحت فرماتے ہیں۔

نہے پرستم من اُن چیز را کہ شما سے پرستید۔ زیرا معبود شما یا شگ است یا درخت یا آب

یا آتش یا ستارہ یا شیطان یا فرشتہ یا روح صالح و من ہمہ این چیز یا شایان عبادت نمیدانم

(تفسیر عزیزی)

ترجمہ :- میں نہیں پوجتا ہوں اس چیز کو جس کو تم پوجتے ہو۔ اس لیے کہ تم پوجا کرتے ہو پتھر کی یا درخت کی پانی یا آگ کی ستارہ یا شیطان کی فرشتہ یا کسی صالح فرد کی روح کی اور میں ان تمام چیزوں کو عبادت کے لائق نہیں سمجھتا۔

(۱۵) فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَدَاؤًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ (پارہ اول رکوع ۳)

ترجمہ :- پس نہ بھڑاؤ خدا کے واسطے شریک اور برابر کے اور تم جانتے ہو کہ اس جیسا کوئی نہیں ہے۔

اس کے تحت حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

چہا دم پیر پرستاں گویند کہ چوں مرد بزرگ کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعتہ عند اللہ شدہ بود۔ ازین جہاں مے گذرد و روح اور اوتے عظیم و وسعتی ضخیم بہم مے رسد۔ ہر کہ صورت اور ابرخ سازد۔ یا مکان نشست و برخواست او یا برگور او بسجود و تذل تمام نماید۔ روح او بسبب وسعت و اطلاق برآن مطلع شود و در دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید۔ (تفسیر عزیزی)

ترجمہ :- چونکہ فرقہ پیر پرست لوگ ہیں یہ کہتے ہیں کہ جب کوئی بزرگ زیادہ عبادت اور ریاضت کی وجہ سے مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعتہ عند اللہ ہو جاتے ہیں۔ تو اس جہان سے جانے کے بعد ان کی روح میں بڑی قوت اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو شخص اس کی صورت سامنے رکھے یا اس کے بیٹھنے اٹھنے کی جگہ میں یا اس کی قبر پر عاجزی کرے تو اس بزرگ کی روح کو آزادی اور فراخی کی وجہ سے اطلاع مل جاتی ہے اور وہ روح دنیا و آخرت میں اس کی سفارش کرتی ہے۔

(۱۶) حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۲۵ھ (آپ حضرت مرزا مظہر جان

جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حجاز ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد

ہیں۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو بیہوشی وقت یعنی اپنے زمانے

کا محدث اعظم فرمایا کرتے تھے، اپنی تصنیف ارشاد الظاہین صفحہ ۲۹ مطبوعہ لاہور پر فرماتے ہیں۔

حَقُّ تَعَالَىٰ مَعِ فَرَايِدُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادُ أَمْثَلِكُمْ

یعنی ازکسانے کہ شما دعائے خواہید سوائے خدا آہنابند گانند مانند شما آہنازا چہ قدرت است کہ حاجت کسے برآرند اگر کسے گوید کہ این در حق کفار است کہ بتاں رایادے کر دند۔ گفتہ شود کہ لفظ دون اللہ عام است۔ و لفظ معتبر است نہ خصوص محل۔

ترجمہ :- حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادُ أَمْثَلِكُمْ

یعنی وہ انسان کہ جن سے تم دعا چاہتے ہو خدا کے سوا۔ وہ تمہاری طرح بندے ہیں ان کو کیا قدرت ہے کہ کسی کی حاجت پوری کریں۔ اگر کوئی کہے یہ بات تو کفار کے حق میں ہے جو کہ بتوں کو یاد کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ دون اللہ عام ہے (جو کہ انبیاء و اولیاء سب کو شامل ہے) اور لفظ معتبر ہے نہ کہ خصوص محل۔

پیارے ناظرین :- آپ غور کریں۔ دنیا کے حقیقت کے بہت بڑے بزرگ وہی بات فرماتے ہیں جو ہم اہل حدیث کہتے ہیں کہ وہ اوصاف و کمالات جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اگر انبیاء و اولیاء کے ساتھ کئے جائیں تو انبیاء و اولیاء بھی من دون اللہ ہیں شامل ہوں گے۔

(۱۱۶) حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۲۰ھ فرماتے ہیں (آپ حضرت شاہ

عبدالغزیزہ محدث دہلوی کے شاگرد ہیں حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے خلیفہ مجاز ہیں)

تصویر پیر خود و تصویر پیغمبر خدا و تصویر جناب امیر المؤمنین علی علیہم السلام بتاں اند۔ دنگے براں نقش قدم ساختہ گوئید کہ نقش قدم پیغمبر... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے مسلمانان و توحید۔ مکاتیب شریف نمبر ۶ صفحہ ۲۲۔

ترجمہ :- اپنے پیر کی تصویر اور پیغمبر خدا اور حضرت علی علیہم السلام کی تصویر بت ہیں اور کسی پتھر پر قدم کا

نشان بنا کے کہنا کہ یہ پیغمبر کا نشان قدم ہے۔ یہ بھی بت ہے آئے مسلمانان اور توحید کیسے ضائع ہوئی۔

(۱۱۸) اللہ تعالیٰ قرآن مجید پارہ ۵۰ رکوع ۵ میں فرماتے ہیں۔

اتَّخَذُوا أَحْبَابَهُمْ وَرُءُفَاءَهُمْ آرِبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ

ترجمہ :- یہود نے اپنے علماء کو اور نصاریٰ نے اپنے پیروں کو (اللہ کے سوا) رب بنا لیا۔

حدیث شریف میں ہے۔

عن عدی بن حاتم قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم و فی عنقی صلیب من ذهب فقال یا عدی اطرح عنک ہذا الوثن و سمعته یقرء فی سورۃ براءۃ اتخذوا اخیارہم و رہبانہم اربابا من دون اللہ قال اما انہم لم یکنوا یعبدونہم و لکنہم كانوا اذا احلوا الہم شیئا استحلوه و اذا

حرمو علیہم شیئا حرموہ رواہ الترمذی

ترجمہ :- عدی بن حاتم (طائی) فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ میری گردن میں سونے کی صلیب کا نشان تھا۔ آپ نے فرمایا اے عدی! اس بت کو پھینک دو اور میں نے سنا کہ آپ سورہ براءت کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ اتخذوا اخیارہم و رہبانہم اربابا من دون اللہ۔ اسی سلسلہ میں فرمایا کہ یہ لوگ ان کی پرستش تو نہیں کرتے تھے۔ لیکن جب ان کے علماء اور پیغمبر کسی چیز کو حلال کرتے تھے تو وہ اسے حلال سمجھتے تھے اور جب کسی چیز کو حرام کرتے تھے تو وہ اس کو حرام سمجھتے تھے۔

پیارے ناظرین! اب دیکھ لیجئے قرآن و حدیث میں علماء و صوفیاء کو من دون اللہ کی صف میں کھڑا کیا ہے۔ اس لیے کہ ان کو حلال و حرام کا مختار سمجھ لیا گیا کہ شریعت بنانے والے یہی ہیں حالانکہ شارع اللہ تعالیٰ ہی ہے تو جب انہیں خدائی مقام دیا گیا تو وہ من دون اللہ میں آگئے۔

(۱۹) اساتذہ الہند سراج الہند امام الہند شیخ الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیز جلد اول صفحہ ۵۲ پر فرماتے ہیں۔

انبیاء و مرسلین ر الوازم الوہیت از علم غیب و شنیدن فریاد ہر کس در ہر جا و قدرت بزرگ و قدرت ثابت کنند و ملائکہ و ارواح انبیاء و اولیاء را در پردہ صورت تماشیل و قبور و تعزیر ہا معبود سازند۔

ترجمہ :- یعنی انبیاء و مرسلین میں وہ اوصاف ثابت کرتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں جیسے علم غیب اور یہ کہ ہر شخص کی فریاد ہر جگہ سے سنا اور ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ فرشتوں نبیوں اور ولیوں کی ارواح کی قبروں اور تعزیروں کی صورت میں عبادت کرتے ہیں۔

(۲۰) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بت پرستان اگر چہ بتوں کو مانند خدا و مخالف او تعالیٰ نے دانند و نئے گویند و لیکن چون انہارا
 مے پرستند و تعظیم مے کنند گویا مثل و مانند ادمے دانند و اعتقاد دارند کہ ایشان را از عذاب خدا مے
 رہانند۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۸، مطبع نول کشور لکھنؤ)

ترجمہ: بت پرست اگر چہ اپنے بتوں کو مانند خدا اور مخالف خدا نہیں جانتے لیکن جب ان کی پرستش
 کرتے ہیں اور ان کی تعظیم بجالاتے ہیں تو گویا انہوں نے ان کو مانند خدا ہی جانا اور بت پرست
 اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان کے یہ بت ان کو خدا کے عذاب سے رہائی دلاتے ہیں۔

نوٹ:- یہی حال ہندو پاک کے جاہل لوگوں کا ہے کہ وہ اپنے منہ سے تو بزرگوں کو خدا کی مثل و نظیر نہیں
 کہتے۔ لیکن عملاً وہ ان کو خدا کی مثل ثابت کرتے ہیں اور یہی اعتقاد رکھتے ہیں۔

خدا جس کو پکڑے چھڑا لے محمدؐ

محمدؐ کا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکدا

۶۱۱ عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في مرضه الذي لم يقم
 منه لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبورا انبياءهم مساجد
 (بخاری مسلم و مشکوٰۃ صفحہ ۶۹)

اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
 چون دانست آنحضرت قرب اجل را تبر سید از امت کہ مباد البقر شریف و مے آں کنند کہ یہود
 و نصاریٰ بقبور انبیاء خود کہند باگا۔ ہائید ایشان را برہنی از ان بلعنی بر یہود و نصاریٰ کہ قبور انبیاء
 را مساجد گرفتند و این ہر دو طریق مقصور است۔ یکے آنکہ مسجدہ بقبور برزند و مقصور عبادت آں دارند
 چنانکہ بت پرستان بت مے پرستند دوم آنکہ مقصور و منظور عبادت مولیٰ تعالیٰ دارند۔ و لیکن اعتقاد
 برند کہ توجہ بقبور ایشان در نماز و عبادت حق موجب قرب و رضائے مے تعالیٰ است و موقع عظیم
 تراست۔ نزد حق از جهت اشتمال و مے بر عبادت و مبالغہ و تعظیم انبیاء او و این ہر دو طریق نامرضی
 و نامشروع است۔ اول خود شرک جلی و کفر است و ثانی نیز حرام است۔ از جهت آنکہ در مے نیز
 اشراک نجد است۔ اگر چہ نفی است و ہر دو طریق لعن متوجہ است و نماز گزاروں بجانب قبر نبی
 یا مرد صالح بقصد تبرک و تعظیم حرام است۔ سچکس را در ان خلاف نیست۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۵۲)

ترجمہ :- جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ وقت اجل قریب ہے تو آپ امت سے اس بات کے لیے ڈرے کہ شاید میری قبر شریف کے ساتھ وہی سلوک کرے جو یہود و نصاریٰ نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کے ساتھ کیا تو آپ نے امت کو آگاہ فرمایا۔ اس کام کی ممانعت سے یہود و نصاریٰ پر لعنت کر کے۔ کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنالیا اور اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ ان کی قبروں کو سجدہ کیا کرتے اور اس سے مقصد ان کی عبادت تھا جیسا کہ بت پرست بتوں کو پوجتے ہیں۔ دوسرا طریقہ کہ مقصد تو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہی ہوتا تھا۔ لیکن ان کا اعتقاد تھا کہ نماز و عبادت کی حالت میں ان کی قبروں کے ساتھ توجہ قرب خداوندی کا ذریعہ ہے (جیسا کہ آج کل بزرگوں کے مزارت کے ساتھ ہوتا ہے) یہ دونوں طریقے غیر مشروع ہیں۔ پہلا طریقہ تو کھلا شرک ہے اور دوسرا حرام ہے۔ اس لیے کہ اس میں شرک پایا جاتا ہے۔ اگرچہ خفی طور پر ہے۔ ان ہر دو طریقوں پر لعنت ہے بنی اور صالح کی قبر کی طرف نماز ادا کرنا تعظیم و تبرک کی نیت سے تو یہ بھی حرام ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں یعنی تمام علماء کے نزدیک یہ مسئلہ مستحق علیہ ہے۔

بنیرہ شاہ ولی اللہ، مجاہد، غازی شہید فی سبیل اللہ حضرت شاہ محمد اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۴۶ھ تذکرہ الاخوان صفحہ ۱۶۴ پر اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے اور وفات کا وقت قریب ہوا تب اپنی امت کے خبردار کرنے کو فرمایا کہ یہود و نصاریٰ پر خدا لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بظہر الیاء کہ جیسے مسجد میں سجدہ کرنا چاہیے۔ خدا کو ویسے ہی یہ قبروں کی طرف کرنے لگے اور جیسے مسجدیں پختہ پختہ کی عبادت بنا نا چاہیے ویسے ہی یہ قبریں اونچی اونچی بنانے لگے اور جیسے مسجد میں چراغ جلا نا چاہیے ویسے ہی قبروں پر روشنی کرتے ہیں اور جیسے مسجد میں عبادت کرنا زیادہ ثواب ہے ویسے ہی یہ قبر کے پاس مقبروں میں مراقبہ کرنا نماز پڑھنا زیادہ موثر جاننے لگے اور جیسے مسجد میں فرش بچھنا چاہیے۔ ویسے ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ قبروں پر اور مقبروں میں فرش فردش بچھانے لگے اور چادریں قبروں پر ڈالنے لگے۔

سبحان اللہ! جس کام کے سبب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود و نصاریٰ پر لعنت

فرمائی اور بد دعا کی۔ وہی کام بلکہ اس سے ہزار چند زیادہ انہیں کے امت کے جاہل اور بعضے مندی پر زادے اور بعضے پیر پرست کرنے لگے۔ غرض کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کام مسجد کے واسطے کرنا چاہیے وہ کام اور کسی بزرگ کی قبر کے ساتھ کرنے سے خدا کی طرف سے کرنے والے پر خدا کی لعنت پڑتی ہے اور جب سب پیروں کے پیر اور سب بزرگوں کے بزرگ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی قبر کے ساتھ ایسے کام کرنے سے بد دعا کریں اور لعنت بھیجیں تو اور بزرگ اپنی قبروں کے ساتھ یہ معاملہ کرنے سے کب راضی ہوں گے۔

(۲۲) عن جناب قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ألا وان من كان قبلكم كانوا يتخذون قبور انبياءهم وصالحيهم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انا انهاكم عن ذلك

(مسلم شریف جلد اول صفحہ ۲۰۱ مشکوٰۃ صفحہ ۶۹)

ترجمہ :- حضرت جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے کہ خیر دار! جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ کھڑا لٹے تھے اپنے بنیوں اور اچھے لوگوں کی قبروں کو مسجدیں سو مت بناؤ قبروں کو مسجدیں منع کرتا ہوں تم کو اس کام سے

(۲۳) عن عائشة قالت لما اشتكى النبي صلى الله عليه وسلم ذكر بعض نسائه كنيصة يقال لها مارية وكانت أم سلمة وأُم حبيبة اتيارض الحبشة فذكرتا من حسنهما وتصاير فيها فرجع رأسه فقال اولئك اذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدا ثم صوروا تلك الصور اولئك شرار المخلوق الله (بخاری و مسلم)

ترجمہ :- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب بیمار ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ذکر کیا بعضے بیبیوں نے ایک گرجے کا جس کو ماریہ کہتے ہیں اور حضرت ام سلمہ و ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گئی تھیں حبشہ کے ملک کو سواہنوں نے ذکر کیا اس کی خبریاں اور اس میں جو تصویریں تھیں ان کا حال تو اٹھایا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا سر مبارک پھر فرمایا کہ ان لوگوں میں جب کوئی نیک مرد فوت ہو جاتا تھا تو بناتے تھے

اس کی قبر پر مسجد۔ پھر بتاتے اس میں ان کی صورتیں۔ وہ لوگ بہت برے ہیں۔ اللہ کی سب خلقت سے
علامہ وحید الزماں مترجم صحاح ستہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ بزرگوں کی قبروں پر مسجد بنانا یہ یہود و نصاریٰ کی عادت ہے۔ دنیا میں بت
پرستی کا رواج یوں ہی ہوا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد چند لوگوں نے یہ کیا کہ اپنی عبادت
کے مقام میں بزرگوں کی موتیں رکھنے لگے۔ اس خیال سے ان کے دیکھا دیکھی عبادت کا خوب شوق پیدا
ہو لیکن عبادت خدا کی کرتے رہے۔ پھر ان کے فوت ہو جانے کے بعد شیطان نے ان کی اولاد کو یوں
بھڑکایا کہ تمہارے بزرگ لوگ ان مورتوں کی تعظیم کیا کرتے تھے تم بھی ان کی تعظیم کرو۔ آخر رفتہ رفتہ
ان کی پرستش کرنے لگے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بت پرستی کی جڑ ہی کاٹ دی اور تصویر
تک بنانا اور رکھنا حرام کر دیا۔ (یشیر الباری شرح صحیح بخاری ص ۳۱۲)

(۲۴) عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا
تجعلوا قبری عیداً وصلوا علیّ فان صلواتکم تبلغنی حیث کنتم (نسائی و ابوداؤد)
ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے نہ بناؤ میری قبر کو عید گاہ اور درود بھیجو مجھ پر اس لیے کہ درود
تمہاری پہنچاؤنی جاتی ہے مجھ کو تم کہیں بھی ہو۔

حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ الاخوان میں اس حدیث کے تحت
فرماتے ہیں -

حضرت نے جب یہود و نصاریٰ کو ملاحظہ کیا کہ اپنے بزرگوں کی قبر پر سال کے بعد میلاد اور خباد
(عرس) کرتے ہیں اور ہوتے ہوتے پھر یہاں تک نوبت پہنچی ان سے مرادیں مانگنے لگے تو بیشتر سے اپنی بت
کو فرمایا کہ تم میری قبر کو عید گاہ مت بناؤ۔ یعنی جیسے عید گاہ میں برسوں دن لوگ اچھی اچھی پوشاک
پہن کر خوشی سے روز، تاریخ معین میں جمع ہوا کرتے ہیں سو تم میری قبر پر اس طرح اجتماع نہ کیجیو
اور اگر تم کو اپنے واسطے اور میرے واسطے ثواب منظور ہے تو درود پڑھو کہ مجھ کو اور تم کو دونوں کو
ثواب ملے اور درود شریف کے لیے نزدیک ہونا قبر سے کچھ ضروری نہیں بلکہ لاکھوں منزلوں سے اگر
درود پڑھو گے تو بھی مجھ کو اللہ تعالیٰ تمہاری درود پہنچا دے گا۔ اس لیے کہ درود شریف پہنچانے کے لیے

اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کیے ہیں اور درود شریف جو ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اللہم صل علی محمد لعنی
اسے اللہ رحمت بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اللہ تعالیٰ سب حال میں ہر جگہ سے سنتا ہے۔
اس حدیث سے کئی مثلے معلوم ہوئے۔

ایک یہ کہ حضرت کے مزار شریف پر روز و تاریخ پر اجتماع اور جواد (عرس) کرنا درست نہیں۔
پھر جب حضرت کی قبر شریف کے واسطے یہ بات منع ہے تو اور کسی کی قبر پر عرس جواد اور میل کرنا اور تاریخ
میں میں قبر کی زیارت کو جانا اور بھی زیادہ منع ہے۔

دوسرے یہ کہ خوشی کے اسباب قبر کے پاس یا قبر کے سبب جمع کرنا درست نہیں راگ (قوالی) وغیرہ
کہ لوگ عرسوں میں کرتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ اگر مردوں کو ثواب پہنچانا ہو تو دُور ہی سے اس کے واسطے اللہ سے دعا کرے یا
اس کی طرف سے کچھ خیرات کر دے اس لیے کہ قبر کے پاس ہونا ضروری نہیں۔

چوتھے یہ کہ حضرت نے جو فرمایا کہ درود مجھ کو پہنچائی جاتی ہے تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ جانتے
ہیں کہ جہاں درود پڑھی جائے وہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک آتی ہے سو یہ بات غلط
ہے۔ پھر یعنی نادان جو کھانے وغیرہ پر فاتحہ پڑھتے ہیں تو یہ جانتے ہیں کہ اس وقت مردے کی روح
آتی ہے۔ پھر اس لحاظ سے وہاں پر پانی عطر اور پانی بھی رکھ دیتے ہیں سو یہ بات غلط اور لغو ہے۔

(۱۲۵) عن علی بن الحسین انه ساء رجلایحی الی فرجه کانت عند قبر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فیدخل فیہا فیدعو فنہا لا وقال الا احدتکم
حدیثا سمعته من ابی عن جدی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لا تتخذوا قبری عیدا ولا بیوتکم قبور فان تسلیمکم یبلغنی
ایتما کنتم (مسند ابو یعلیٰ)

ترجمہ :- حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ
نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے قریب ایک دریچہ کے
پاس آتا اور اس میں داخل ہوتا اور دعا کرتا ہے تو آپ نے (امام زین العابدین) اسے منع فرمایا
اور کہا کہ میں تمہیں ایک حدیث نہ سادوں جو میں نے اپنے باپ (حضرت حسین رضی اللہ عنہما) سے

سنی اور انہوں نے میرے دادا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی اور انہوں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔ آپ نے فرمایا کہ میری قبر کو میلانہ بنانا اور نہ اپنے گھروں کو قبر میں
تمہارا سلام جہاں کہیں بھی تم ہو مجھے پہنچ جاتا ہے۔

(۲۶) اخبار فی سہیل بن ابی سہیل قال را فی الحسن بن حسن بن علی
بن ابی طالب عند القبر فنادانی وهو فی بیت فاطمة یتعشی
فقال ہلم الی العشاء فقلت لا اریدہ فقال مالی سرا یتک عند القبر
فقلت سلمت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تتخذوا بیتی عیداً
ولا تتخذوا ابیوتکم مقابر لعن اللہ الیہود والنصارى اتخذوا
قبور انبیاءہم مساجد وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث ما
کنتم ما انتم ومن بالاندلس الاسواء

(اعانتہ اللہ فان امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ :- بخردی مجھ کو سہیل بن ابی سہیل نے اس نے کہا دیکھا مجھ کو حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب
نے قبر شریف کے پاس۔ پس بلایا انہوں نے مجھ کو حضرت فاطمہ کے گھر سے اور آپ رات کا کھانا
کھا رہے تھے اور فرمایا اؤ کھانا کھاؤ میں نے کہا۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میں نے
تمہیں قبر کے پاس کیوں دیکھا۔ میں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ
نے کہا کیا تو اسی لیے مسجد میں داخل ہوا تھا۔ پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے میرے گھر کو عید اور اپنے گھروں کو قبر میں نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو۔ تمہارا درود مجھ کو پہنچتا ہے
جہاں کہیں بھی ہو تم۔ سو تم اور اندلس کے رہنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس
اعتبار سے بالکل برابر ہیں۔

(۲۷) ابن عائشۃ و عبد اللہ بن عباس قال لما نزل برسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم طفق یطرح خمیصۃ لہ علی وجہہ فاذا اغتم بها کشفها
عن وجہہ فقال وهو کذا لک لعنة اللہ علی الیہود والنصارى اتخذوا

قبر انبیاء ہم مساجد یحذر ما صنعوا

(بخاری و مسلم صفحہ ۶۲)

ترجمہ :- حضرت عائشہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخیر وقت ہوا تو آپ ایک چادر اپنے منہ پر ڈالنے لگے۔ جب گھبراتے تو منہ کھول دیتے اور اسی حال میں یوں فرماتے اللہ کی پھٹکار یہود اور نصاریٰ پر انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ آپ یہ فرما کر (اپنی امت کو) ایسے کام سے ڈراتے تھے۔

(۶۸) عن عطاء بن یسار قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم لا تجعل قبری وثناً يُعبدُ اشدَّ اُغضب الله تعالى على قوم اتخذوا قبوراً بنیاء ہم مساجد،

(موطا امام مالک و مشکوٰۃ صفحہ ۷۲)

ترجمہ :- عطاء بن یسار سے روایت ہے کہا انہوں نے دعا کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ! امت کیجو میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے۔ شدت سے غضب ہو اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر جنہوں نے کر لیا اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں۔ حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت تذکر الاخوان صفحہ ۱۶۳ پر فرماتے ہیں۔

یعنی مسجد میں نماز پڑھنا معتکفات کرنا زیادہ ثواب ہے بلکہ مسجد اسی واسطے ہے اور وہاں بھاڑو دینا اور فرش بچھانا لوگوں کے آرام کے واسطے پانی کا برتن رکھنا مسجد کی عمارت اچھی بنانا اس میں چراغ جلانا ثواب ہے۔ سواگلی امت کے لوگ اپنے پیغمبروں کی قبروں پر ایسے کام جو مسجد کے واسطے چاہئے کرتے تھے کہ ان لوگوں پر نہایت سخت غضب پڑا کہ وہ خدا کی دیدگاہ سے راندے گئے۔ اس واسطے ایسے کام کیے سے وہ قبر نہیں رہتی بت ہو جاتی ہے۔ سو ہمارے حضرت نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! میری قبر کو بت مت کیجو ایسا نہ ہو کہ میری قبر پر لوگ ایسی حرکتیں کریں۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی قبر کے ساتھ ایسا کام کرنا جیسے مسجد کے ساتھ چاہئے۔ درست نہیں اور جو کوئی کرے اس پر خدا کا غضب نازل ہوا کرتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس قبر کے ساتھ لوگ ایسا کام کریں وہ قبر قبر نہیں رہتی۔ بت ہو جاتی ہے۔“

نتیجہ

پیارے ناظرین :- یہ بات قرآن حدیث اور اقوال بزرگان دین سے واضح ہو گئی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پوجا، بندگی، پرستش، عبادت، سجدہ اور طواف وغیرہ کیا جائے گا۔ تو وہ من دون اللہ میں شمار ہو گا چاہے انبیاء کرام اور اولیاء عظام ہی کیوں نہ ہوں۔ ہاں اگر من دون اللہ، غیر اللہ جاہل لوگوں کی عبادت سے خوش ہو گا تو وہ بھی داخل جہنم ہو گا اور نہ صرف جاہل مشرک ہی جہنم کا ایندھن بنے گا اور جب اللہ تعالیٰ ہی حاجت روا، مشکل کشا معیشتی دور کرنے والا تو وظیفہ

اداد کن اداد کن از رنج و غم آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادر
کیا حیثیت رکھتا ہے۔ شیخ الاسلام فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی
۱۹۴۸ء ان الفاظ کو پڑھ کر آخر میں یا شیخ کی جگہ پر اسے خالق ارض و سما پڑھا کرتے تھے۔
چوں آتیاک نستعین خوانی چراغیر کامعین دانی

حضرت شاہ جیلانی کا آخری پیغام اپنے مریدوں کے نام

لما مرض مرضه الذي مات فيه قال له ابنه عبد الوهاب اوصني
لما عمل به بعدك فقال عليك بتقوى الله ولا تخف احد سوى الله ولا
ترج سوى الله و كل الحوائج الى الله ولا تعتمد الا اليه و اطلبها جميعا منه
ولا تشق باحد غير الله التوحيد (فتوح الغيب)

ترجمہ :- مرض وصال میں آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے ایسی وصیت فرمائیے جس پر میں آپ کے بعد عمل پیرا ہو سکوں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ تجھ پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتا رہ اور اس کی مخلوق میں سے کسی سے خوف نہ کھا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے اپنی امیدیں اور حاجات والبتہ نہ کر۔ اپنے تمام کاموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر اور خداوند تعالیٰ کے سوا کسی سے وثوق نہ رکھ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق توحید کو پختگی سے اختیار کر کیونکہ توحید باری تعالیٰ پر سب کا اجماع و اتفاق ہے۔

غیب دانی سے انکار اور بدعتی شفاعت سے محروم

فیذا دعنی یوم القیامة رجال کما تذاذ الغریبه من الابل و
اقول الالهمل الالهلم فیقال انک لاتدری ما احد ثوا بعدک فاقول
ما احد ثوا بعدی فیقال انهم غیروا وبتلوا فاقول الاستحقا وبعدا
(غنیة الطالبین)

ترجمہ :- قیامت کے دن کچھ لوگ میرے حوض سے پیچھے ہٹا دیئے جائیں گے۔ جس طرح اجنبی
اونٹ ہٹایا جاتا ہے۔ میں کہوں گا۔ آنے دو۔ آنے دو۔ پس کہا جائے گا آپ کو معلوم
نہیں انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا ایجاد کیا۔ میں کہوں گا کہ انہوں نے کیا ایجاد کیا
تو بتایا جائے گا کہ انہوں نے دین کو بگاڑا اور دین میں تبدیلیاں کیں۔ تو میں کہوں گا ہلاکت
ہو ان کے لیے دور ہوں یعنی بدعتی میرے قریب نہ آئیں۔

پیارے ناظرین! جب یہ روایت اور حضرت شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس کو اپنی کتاب
میں درج کرنا بیان کیا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ یہ واقعہ ابھی تک پیش نہیں آیا۔ بروز
قیامت ایسا ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں بتا رہے ہیں آپ کا اس دنیا میں بتانا
”علم غیب“ ہے لیکن یہ جواب درست نہیں کیونکہ جب یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو جمیع اشیاء جملہ کائنات تمام ممکنات حاضرہ و غائیبہ یعنی ابتدائے آفرینش سے
و دخول جنت تک سب مثل کف دست ظاہر فرمادیا“ (الکلمۃ العلیا مصنفہ مولوی نعیم الدین صاحب
مراد آبادی متوفی ۱۹۴۵ء ان کو ان الفاظ پر دوبارہ سے بارہ غور کرنا چاہیے۔ لاتدری ما احد ثوا
بعداک فرشتے عرض کریں گے آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا ایجاد
کیا اور اس کو بگاڑا۔ کیا ان الفاظ میں علم غیب کلی و تفصیلی کی تردید نہیں ہو رہی۔ اور یہ الفاظ جمیع اشیاء
کا علم ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ غور فکر کرنے سے حقیقت خود بخود سامنے آجائے گی۔

عالم جمیع ماکان و مایکون (ہو چکی اور ہونے والی تمام چیزوں کا جانتے والا) رافضیوں کا عقیدہ ہے
و من ذالک ان الامام یعلم کل شیء ماکان و مایکون من امر الدنیا والدین
حتی عدد الحصى و قطر الامطار و ورق الاشجار (غنیة الطالبین)

ترجمہ :- رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ امام کو دین و دنیا کی ہر چیز کا علم ہوتا ہے۔ جو ہو چکی ہو اور جو ہونے والی ہو یہاں تک کہ لنگروں، بادشوں کے قطروں اور درختوں کے پتوں کی تعداد اور گنتی بھی جانتے ہیں۔

ف :- حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ نے اپنی مبارک کتاب غنیۃ الطالبین میں رافضیوں کے عقیدے بیان کیے ہیں جو اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں اس سے ثابت ہوا کہ علم جمیع ماکان و مایکون کا عقیدہ اہل سنت کا عقیدہ نہیں یہ رافضیوں کا عقیدہ ہے۔ اور جو یہ عقیدہ ناپسندیدہ رکھے وہ سنی نہیں ہے۔

علم غیب کے متعلق بریلوی صاحبان کے اعلیٰ حضرت جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب متوفی ۱۳۴۴ھ کا فیصلہ کن ارشاد۔

”علم غیب بالذات اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے۔ کفار اپنے معبودان باطل کے لیے مانتے تھے۔ مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ اور یوں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے سے انہیں امور غیب پر اطلاع ہے۔“

(الامن والعلی مطبع نظامی بدایون صفحہ ۲۰۳)

ف :- آج کل بعض غیر نچھتہ و اعظین جو اپنے آپ کو فاضل بریلوی کا معتقد ثابت کرتے ہیں وہ اپنی تقریروں میں بے دھڑک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہیں لیکن فاضل بریلوی نے اس سے منع فرما دیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے لفظ عالم الغیب کا اطلاق صرف اپنی ذات پر کیا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ عالم الغیب اس کو کہتے ہیں جو ذرے ذرے۔ پتے پتے قطرے قطرے اور بال بال کا علم رکھتا ہے اور یہ دمٹ سوائے خدا تعالیٰ کے اور کسی میں نہیں ہے چنانچہ قرآن مجید کی چند آیات کہیمات بابرکات ملاحظہ ہوں۔

پارہ ۱۰ سورہ توبہ

اور یہ کہ اللہ جانتے والا ہر چھپے کا

(۱) وَإِنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ

پارہ ۱۱ سورہ توبہ

جانتے والا چھپے اور کھلے کا۔

(۲) عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

پارہ ۲۰ سورہ ہود

(۳) دَلِيلُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ

وَالْأَرْضِ

اور اللہ کے پاس ہے چھپی بات آسمانوں اور
زمین کی۔

پارہ ۱۳ سورہ رعد

(۴) عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرِ الْمُتَعَالِ

پارہ ۸ سورہ مؤمنون

جاننے والا چھپے اور کھلے کا سب سے بڑا

جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے
اس سے جو یہ شریک بناتے ہیں۔

(۵) عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَالَى

عَمَّا يُشْرِكُونَ

پارہ ۲۸ سورہ حشر

وہ اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی وہ
جاننا ہے چھپا اور کھلا وہ ہے بڑا مہربان اور
رحیم والا

(۶) هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ

الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

پارہ ۲۹ سورہ جن

اور غائب کا جاننے والا وہی ہے سو وہ اپنے
غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ ہاں لگنے پڑنے بزرگزیادہ
پیغمبر کو۔ تو اس پیغمبر کے آگے چھپے پہرہ چوڑی بیٹھا
دیتا ہے۔ محافظ فرشتے بیٹھا ہے اور خلقی قوتوں
کی ناکہ بندی کر دیتا ہے تاکہ اللہ واضح کر دے
کہ رسول مکی نے نبی تک اور رسول بشری نے
امت تک اپنے پروردگار کے پیغام پہنچائے۔
اور اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں کا احاطہ کیٹے
ہوئے ہے جو ان رسل کے پاس ہے اور اس کو
ہر چیز کی گنتی معلوم ہے۔

عَالِمِ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى

غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ

مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يُسَلِّطُ مِنْ

بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا

لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رَسُولًا

رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ

وَأَخْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عِدَاةً

ف:۔ ترجمہ سے آیت کا مفہوم ظاہر ہے۔ غور اس پر کیجئے کہ اس معجزانہ کلام میں حق تعالیٰ کو
یکہ و تنہا بلا شرکت غیرے اطلاع دہندہ غیب بتایا، اس کے بتانے اور ظاہر کرنے سے کسی
کو غیب کی اطلاع ہو سکتی ہے ورنہ کوئی صورت نہیں۔ وجہ ظاہر ہے کہ کسی شے کا پتہ دینے
والا وہی ہو سکتا ہے جو اس شے اور اس کے علم سے بھرپور ہو۔ ورنہ اگر پتہ دینے والا اس سے
بھرپور نہ تھا۔ تو اس نے پتہ کس چیز کا دیا اور پتہ لینے والا اگر اس سے خالی نہ تھا تو اسے
لینے اور دوسرے کے آگے اپنے احتیاج ظاہر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایسے حق تعالیٰ
کا اطلاع دہندہ غیب ہونا اس کے عالم الغیب ہونے کی دلیل ہے۔ گویا ابتدائے آیت میں
کلمہ "عالم الغیب" ایک دعوت ہے اور "فلا یظہر" اس کی دلیل ہے اور ظاہر ہے کہ جب
یہ اطلاع وہی اس کے ساتھ خاص ہے۔ جیسا کہ آیت کا نظم اور انداز بیان بتلا رہا ہے۔ تو
عالم الغیب ہونا بھی لامحالہ اسی کی ذات کے ساتھ مخصوص ہونا چاہیے جو آیت کا مدعا ہے
بہر حال قرآن حکیم نے اپنے اعجازی نظم اور معجزانہ اسلوب بیان سے مسئلہ علم غیب کو نکھار
کر صاف کر دیا ہے اور اس میں کسی شرک پسند کے لیے مشرکانہ واہموں کی گنجائش نہیں چھوڑی
بالخصوص آیت اظہار غیب اس بارے میں جامع ترین ہدایت نامہ ہے جس نے اس مسئلہ کو
ہر قسم کے زمانی، مکانی، ذاتی، عرضی، وداعی، ہنگامی شرکاء سے بری کر کے اور اللہ کی علمی
توحید کو ہر شک و شبہ سے پاک کر کے مسئلہ کے ہر مثبت اور منفی پہلو کو کھول دیا ہے جس کا
خلاصہ یہ ہے کہ اولاً اس نے

(۱) لفظ "عالم الغیب" سے ابتدا کر کے اللہ کے عالم الغیب ہونے کا اعلان کیا۔

(۲) پھر اسے "اطلاع دہندہ غیب" بتا کر علم غیب کو اس کا خاصہ ثابت کیا جس سے ہر غیر اللہ
سے علم غیب کی نفی ہو گئی۔

(۳) پھر علی غیبہ کے لفظ سے علم غیب کو اس کا ذاتی علم ثابت کیا جس سے ہر مخلوق کے حق میں
ذاتی علم کی نفی ہو گئی۔

(۴) پھر تلقین غیب کو "اطلاع غیب" کا عنوان دے کر صرف اطلاعی علم ثابت کیا گیا جس سے
عطائی علم کی بھی مخلوق سے نفی ہو گئی۔ تاکہ خالق کی ذات کسی بھی حصہ علم سے خالی نہ سمجھی جائے۔

(۵) پھر حق تعالیٰ کے علم غیب کے اثبات کے لیے فعل کی بجائے صفت کا صیغہ (عالم الغیب) استعمال کر کے علم خداوندی کو ازلی، ابدی، دوامی، استمراری ثابت کیا۔ جس سے غیر اللہ کے علم دوامی کی نفی ہو گئی اور مخلوق کا علم ہنگامی اور عارضی ثابت کیا۔

(۶) پھر ”اظہار غیب“ کے کلمہ سے اسے غیب کی اطلاع دینے میں فاعل ممتاز ثابت کیا جس سے تمام وسائل علم غیب کے اطلاع دہندہ غیب ہونے کی نفی ہو گئی۔

(۷) پھر ظہور غیب کو ”اطلاع خداوندی“ کے ساتھ مقید اور اس میں منحصر ثابت کر کے ہر استدلالی علم کو علم غیب ہونے سے خارج کیا جس سے فنی طور پر مستقبل کی باتیں بتلانے والوں کے غیب دان ہونے کی نفع ہو گئی۔

(۸) پھر کلمہ ”من رسول“ کے اقتناء سے رسول کے لیے علم کلی کی نفی ہو گئی اور بشر کے لیے علم جمیع ماکان و مایکون کا سوال ختم ہو گیا۔

(۹) پھر اسی ”من رسول“ کے کلمہ سے رسول کے لیے علم جزئی ثابت کر کے خدا اور رسول کے علم کا فرق واضح کر دیا کہ خدا کا علم محیط اور کلی ہے اور رسول کا علم اس کے لحاظ سے جزئی اور محدود۔ جس سے خدا اور رسول کے علم میں مساوات کا تخیل مٹتی ہو گیا۔

(۱۰) پھر اس علم کو پیغمبر کے حق میں اطلاعی کہہ کر من رسول ہی کے کلمہ سے امت کے حق میں اسے رسالتی ”علم ثابت کیا جس سے امت کے حق میں اس کے اطلاعی علم ہونے کی بھی نفی ہو گئی بلکہ یہی غیبی علم اس کے حق میں استدلالی ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب اور جتنا علم مناسب سمجھا دنی کے ذریعہ انبیاء کرام کو عطا فرمایا ہے اور یہ وہ علم ہے جسے قرآن ”اظہار غیب“ اور ”اطلاع غیب“ قرار دیتا ہے۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ

ترجمہ :- اللہ کا یہ طریق نہیں ہے کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے۔ غیب کی باتوں کی اطلاع دینے

کے لیے تو وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے چن لیتا ہے۔

فس ۱۔ یہ علم جو انبیاء کو عطا کیا گیا ہے "اظہار غیب" اور "اطلاع غیب" ہے مگر اس اطلاع و اظہار کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کائنات کی کوئی چیز انبیاء کرام کی نگاہوں سے چھپی نہیں رہتی اور انکو ہر بات کا علم حاصل ہو جاتا ہے اس غلط عقیدہ کی خود قرآن مجید نفی کرتا ہے ارشاد ربانی ہے۔

فَقَالَ أَحَطُّ بِمَا لَمْ تَحِطُ بِهِ وَجِنَّتُكَ مِنْ سَبَابِ بَنِي إِسْرَائِيلَ

(سورۃ نمل پارہ ۱۹ رکوع ۱۷)

ترجمہ :- کہا (ہد ہد نے) میں نے آیا خبر ایک ایسی چیز کی جس کی تجھ کو خبر نہ تھی اور آیا ہوں۔ میرے پاس سب سے خبر لے کر۔

فس ۱۔ ہد ہد حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہہ رہا ہے کہ میں ایسی چیز کی خبر لایا ہوں جس کی آپ کو خبر نہ تھی اور ملک سبا کے حالات کا علم نہ رکھنے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی منزلت میں ذرہ برابر کمی نہیں آجاتی کہ سارے جہاں کے حالات کا علم رکھنا نبوت و رسالت کا لازمہ ہرگز نہیں ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

فَلَمَّا سَأَأَ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ

خَيْفَةً طَقَاوًا لَا تَخَفُ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَى قَوْمِ لُوطٍ ه

(سورۃ ہود پارہ ۱۲ رکوع ۶)

ترجمہ :- پس اس وقت کہ دیکھا ابراہیم علیہ السلام نے ہاتھ ان کے کو کہ مطلق نہیں پہنچتا ساتھ گنوا کے یعنی ہاتھ طرف طعام کے۔ تو ان کو اجنبی سمجھا اور جی میں ان سے خوفزدہ ہوا۔ فرشتوں نے کہا کہ ابراہیم! خوف نہ کر ہم لوط کی قوم کو ہلاکت کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

فس :- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان و منزلت کا کوئی ٹھکانہ ہے کہ سردار دو جہاں شفیق عاصیاں بنی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود "ملت ابراہیمی" پر تھے۔ ان کا یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتوں کو نہیں پہچان سکے اور دل میں خوف محسوس کرنے لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ فرشتے بتاتے ہیں کہ آپ خوف نہ کیجئے ہمیں تو قوم لوط کی بدکار قوم کی طرف اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے بزرگزیدہ پیغمبر تھے مگر برسوں تک اپنے پیارے اور چھتے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی خبر نہ معلوم کر سکے کہ ان کا نور نظر کہاں ہے۔ اور کس حال میں ہے یہاں تک کہ اس غم میں پتلیاں سفید ہو گئیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

قَالَ يَا سَفِيَّ عَلَى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ

(سورہ یوسف رکوع ۱۰)

ترجمہ :- یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ یوسف کا بڑا افسوس ہے اب اس کی آنکھیں دل کے رنج سے سفید پڑ گئی تھیں وہ پھر بھی رنج و اندوہ کو دل میں چھپائے ہوئے تھا۔
 ف :- لیکن جب حضرت یوسف علیہ السلام کا تمہیں پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تو یوسف علیہ السلام کی خوشبو آتی ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے بالکل بے خبر تھے۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

یکے پر سید ازاں گم کردہ فرزند
 کہ اے روشن گہر پر خرد مند
 ز مہر عش بوسے پیرا ہن شنیدی
 چرا در چاہ کنعانش ندیدی
 بگفت احوال ما برق جہاں است
 دے پیدا و دیگر دم نہاں است
 گے بر طارم اعلیٰ نشینم
 گے بر پشت پائے خوردنہ بینم

بنی اسرائیل کے جلیل القدر پیغمبر صاحب کتاب و شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے دربار میں پہنچے اور اس نے بہت سے جادو گروں کو آپ کے مقابلہ کے لیے اکٹھا کیا تو ان جادو گروں نے اپنی اپنی رسیاں پھینکیں جو کہ بظاہر سانپ نظر آتی تھیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان رسیوں کو دیکھ کر ڈر گئے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

فَاَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ۗ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى

(سورہ طہ رکوع ۱۲)

ترجمہ :- پھر تو موسیٰ علیہ السلام کو بھی جی میں ان سے کسی قدر خوف ہونے لگا ہم نے کہا اے موسیٰ ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے۔

فے :- "غیب" اللہ تعالیٰ کی صفت خاص ہے۔ اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے آپ کو "عالم الغیب" فرمایا ہے۔ اور کسی تشابہ اور ابہام کے بغیر دلوں کی انداز میں کہا ہے :-

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ
آيَاتِنَا يُبْعَثُونَ ۝ (۲۰ پارہ رکوع ۱)

ترجمہ :- اے میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اعلان فرمادیجئے کہ نہیں جانتے وہ جو ہیں آسمانوں اور زمین میں (فرشتے اور زمین کے باشندے) غیب مگر اللہ اور وہ خود اپنے متعلق نہیں خبر رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے (نیند سے یا قبر سے)۔
غیب کی عمومی نفی کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان گوہر بیان سے خود آپ کے "غیب دان" ہونے کی نفی کرائی۔

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ
الْغَيْبَ لَا سْتَكْرَمْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ
وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (پارہ ۹ رکوع ۱۳)

ترجمہ :- اے ہمارے رسول! آپ فرمادیں کہ میں تو اپنے نفس کے لیے بھی نفع اور ضرر کا اختیار نہیں رکھتا۔ ہاں جو خدا چاہے (وہی ہوتا ہے) اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں۔ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سا مہلک جمع کر لیتا... اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو صرف (بدکاروں پر) ڈرانے والا اور ایمانداروں کو خوشخبری سنانے والا ہوں۔

فے :- رسول خدا حبیب خدا الشرف الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی کے بے شمار واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ "عالم الغیب" نہ تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جو ہمت لگائی گئی تھی تو کتنے دن آپ مضطرب رہے۔ یہاں تک کہ وحی الہی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاک دامنی کا اعلان کر کے اس ہمت کا قلع قمع کیا اور وحی کے بعد آنحضرت کے قلب مبارک کو چین آیا۔ آپ عالم الغیب ہوتے تو اس افواہ سے مضطرب ہونے کی ضرورت کیا تھی اور آپ صحابہ کرام سے فرما سکتے تھے کہ میں بنی ہوں اور بنی پر مشرق و

مغرب کے احوال و مقامات منکشف ہوتے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ عائشہ اس ہمت سے پاک اور بری ہے جو صحابہ کرام آپ کی "وحی" پر ایمان رکھتے تھے وہ آپ کے ذاتی علم یا عطائی غیب سے بتائی ہوئی حقیقت پر بھی یقین کر لیتے۔ مکہ مکرمہ سے چند میل کے فاصلہ پر حدیبیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افواہ سن کر آنحضرت صحابہ کرام سے بیعت لینا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع نہیں ہوئی تھی یہ محض افواہ تھی۔ اگر آپ غیب دان ہوتے تو افواہ کے سنتے ہی فرمادیتے کہ یہ خبر غلط ہے۔ عثمان مکہ مکرمہ میں زندہ ہیں۔ صحابہ کرام کی اتنی بڑی جماعت تک کو اصل واقعہ کا کشف نہیں ہوتا اور وہ بھی اصل حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے :-

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ج (پارہ ۷، رکوع ۱۱)

ترجمہ :- اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیجئے۔

اے لوگو! میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

بریلوی جماعت کے اعلیٰ حضرت جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب متوفی ۱۳۴۰ھ کا

فیصلہ کن ارشاد۔

فانا لا ندعی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قد احاط لجميع معلومات

اللہ تعالیٰ و محال للمخلوق (الدولۃ المکیہ صفحہ ۲۵)

ترجمہ :- ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شریف تمام معلومات الہیہ کو محیط ہے کیونکہ یہ تو مخلوق کے لیے محال ہے۔

ولانتبت بعباء اللہ ایضاً الا البعض (الدولۃ المکیہ صفحہ ۲۸)

ترجمہ :- اور ہم عطاء الہی سے بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع اور ایسا ہی خالص الاعتقاد

ص ۲۳ پر فرمایا ہے۔ اور توحید ایمان صفحہ ۴۴ پر فرماتے ہیں

”حصور کا علم بھی جمیع معلومات الہیہ کو محیط نہیں“

فہ :- قرآن و حدیث میں اس کی نظیریں بکثرت ملتی ہیں کہ آنحضرت فداۃ ابی داعی رومی
 و قلبی کی حیات طیبہ میں بہت سے واقعات جزئیہ کی اطلاع دوسروں کو ہو گئی۔ بوجہ اس کے کہ وہ
 واقعہ انہیں پر گزرا تھا یا ان سے اس کا کوئی خاص تعلق تھا اور آنحضرت کو اس واقعہ کی اطلاع
 نہ ہوئی۔ چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) غزوہ تبوک میں عبداللہ بن ابی منافق نے کسی موقع پر یہ کہا

لَا تُنْفِقُوا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ

ترجمہ :- جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے والے ہیں ان پر خرچ مت کرو۔

نیز اسی مجلس میں اس نے یہ بھی کہا۔

لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ اِلَاعْرَاضُهَا الْاَذَلَّ

ترجمہ :- اگر ہم مدینہ پہنچے تو ہم میں سے جو زیادہ عزت والا ہو گا وہ ذلیلوں کو نکال دے گا۔ یعنی
 ہم مہاجرین کو مدینہ سے بھگا دیں گے۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اعی یہ لگو اس حضرت زید بن ارقم قدیم الاسلام صحابی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے سنی اور انہوں نے اپنے چچا سے اس کا ذکر دیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے اس کا تذکرہ کیا۔ آنحضرت نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا اور اس سے

دریافت کیا کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ ان منافقین نے جھوٹی قسم کھائی کہ ہم نے نہیں کہا۔ آنحضرت نے ان

کی تصدیق کر دی اور زید بن ارقم کو جھوٹا قرار دیا۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

مجھے اس کا ایسا صدمہ ہوا کہ مدت العمر کبھی ایسا صدمہ نہ ہوا تھا یہاں تک کہ میں نے باہر نکلنا چھوڑ دیا

تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقین کی ابتدائی آیتیں نازل فرمائیں جس میں آنحضرت کو اطلاع

دی گئی کہ درحقیقت ان منافقین نے ناشائستہ کلمات کہے تھے تو آنحضرت فداۃ ابی داعی رومی و

قلبی نے مجھ کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مطمئن ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیان کی تصدیق

نازل فرمادی۔

(بخاری شریف کتاب التفسیر صفحہ ۷۲۸)

(۲) بعض منافقین کے متعلق سورہ توبہ میں ہے۔

وَمِنْ حَوْلِكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا
عَلَى الْبَيْتِ لَا يَلْمُوكُمْ لَعَلَّكُمْ تَهْتَكُونَ

ترجمہ :- اور بعض ان لوگوں میں سے جو تمہارے ارد گرد ہیں اور بعض اہل مدینہ میں سے منافقت
میں بہت شاق ہیں۔ آپ ان کو نہیں جانتے ہم ان کو (خوب) جانتے ہیں۔

نوٹ :- اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ عہد رسالت میں خود مدینہ طیبہ اور اس کے آس پاس کی
بستیوں میں کچھ ایسے منافق تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے محبوب! آپ ان کو نہیں
جانتے اور ظاہر ہے کہ خود ان منافقین کو اپنے نفاق کا علم ضرور ہوگا۔

(۳) وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْرِكُ بِاللَّهِ عَلَىٰ مَا
فِي قَلْبِهِ وَهُوَ الَّذِي يُخَصِّمُكَ (سورۃ بقرہ پارہ ۲ رکوع ۹)

ترجمہ :- اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جن کی بات اس دنیاوی زندگی میں آپ کو اچھی معلوم
ہوتی ہے اور وہ اپنے دل کی بات پر خدا کو شاہد بناتے ہیں اور فی الحقیقت وہ نہایت
جھگڑالو ہیں۔

نوٹ :- تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن وغیرہ میں ہے کہ یہ آیت انحنس بن شریح ثقفی کے
بارے میں نازل ہوئی ہے۔ آنحضرت کی خدمت میں آتا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا اور بہت
زیادہ اظہار محبت کرتا اور اس پر خدا کی قسمیں کھاتا تھا۔ آنحضرت اس کو اپنے پاس بٹھاتے تھے اور
درحقیقت وہ منافق تھا۔ اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

(۴) نیز منافقین ہی کی ایک جماعت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد ہے۔
وَإِذَا سَأَلْتَهُمْ تَعْجِبُكَ أَجْسَانُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ
(سورۃ منافقون)

ترجمہ :- اور جب آپ ان کو دیکھیں تو ان کے قد و قامت آپ کو خوشنما معلوم ہوں گے اور اگر
وہ کچھ کہیں تو آپ ان کی سن لیں گے۔

نوٹ :- تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں اس کے تحت ہے اسی فحش ابہ صِدْقٌ یَعْنِي
آپ ان کو سچا سمجھیں۔

ان تینوں آیتوں سے بطور مشترک اتنا معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں مدینہ طیبہ ہی کے اندر کچھ ایسے سیاہ باطن منافق بھی تھے جن کے نفاق کے مدائح کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ تھا۔ ظاہر حال دیکھ کر آپ ان کو اچھا جانتے تھے ان کی جھوٹی باتوں کو سچ سمجھتے تھے اور وہ بد کردار اپنے حال سے خود یقیناً خبردار تھے۔ (اگرچہ بعد میں وحی کے ذریعہ آنحضرت کو مطلع فرمادیا گیا ہو)

(۵) ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا عَلَّمْنَاكَ الشَّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَكَ

(سورہ یسین)

ترجمہ :- اور ہم نے اپنے رسول کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ان کے لیے مناسب ہے۔

نوٹ :- بہر حال قرآن مجید اس حقیقت پر شاہد ہے۔ کہ بعض غیر ضروری اور امور رسالت سے غیر متعلق علوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں عطا فرمائے گئے اور دوسروں کو حتیٰ کہ مشرکوں اور کافروں کو وہ حاصل تھے لیکن اس کی وجہ سے ان دوسروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ وسیع العلم کہہ دینا انتہائی اور اعلیٰ درجہ کی حماقت اور ضلالت بلکہ کفر ہے اگر اس قسم کے واقعات احادیث میں تلاش کیے جائیں تو سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں نکل آئیں گے۔ یہاں نمونہ کے طور پر چند احادیث مبارکہ اجمالاً ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) صحیح بخاری صحیح مسلم و سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو نہ پایا تو حال دریافت فرمایا عرض کیا گیا کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اَفَلَا كُنْتُمْ اذْهَبْتُمْ بِي - پھر تم نے مجھ کو اطلاع کیوں نہیں کی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا وَاذْهَبْتُمْ بِي قَبْرَهَا فَلَوْلَا فَضْلِي عَلَيْهَا لَعَنْتُ مَن كَانَ يَدْفِنُهَا - چنانچہ بتا دی گئی پس آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آنحضرت کو اس عورت کے انتقال کی اطلاع نہ ہوئی اور صحابہ کرام کو اطلاع تھی نیز اس کی قبر کی اطلاع بھی صحابہ ہی نے آنحضرت کو دی۔

(۲) سنن نسائی میں حضرت یزید بن ثابت سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے تو آپ کی نظر ایک نئی قبر پر پڑھی۔ فرمایا

صاڈا۔ یہ کیا ہے (یعنی یہ کس کی قبر ہے)؟

عرض کیا گیا یہ فلاں شخص کی فلاں کینز کی قبر ہے۔ دوپہر میں اس کا انتقال ہو گیا اور آپ قبولہ فرما رہے تھے اور روزے سے بھی تھے اس لیے ہم نے آپ کو بیدار کرنا بہتر نہ سمجھا۔ پس آنحضرت کھڑے ہوئے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور حضرت نے نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا۔

لَا يَمُوتُ فِيكُمْ صِيْتٌ مَا دُمْتُ بَيْنَ ظَهْرَيْنِكُمْ إِلَّا إِذْ نَهْتُونِي فَأَنْصَلِقِي
لَهُ رَحْمَةً (جلد اول صفحہ ۲۸۴)

ترجمہ:۔ جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جب تک میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو مجھ کو ضرور اس کی خبر دیا کرو۔ کیونکہ میری نماز اس کے واسطے رحمت ہے۔ اس روایت سے بھی ہمارے مدعا پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے۔

(۳) صحیح بخاری اور سنن اربعہ میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ احد میں دو دو کو ایک قبر میں دفن فرماتے تھے اور قبر میں اتارنے وقت لوگوں سے دریافت فرماتے تھے۔

ایہما اکثر اخذ القرآن فاذا اشیرا لی احدہما قدمہ فی اللحد
ترجمہ:۔ ان دونوں میں سے کون زیادہ قرآن حاصل کرنے والا ہے پس جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کر دیا جاتا تو آپ اس کو پہلے لحد میں اتارتے۔

(۴) صحیح مسلم اور سنن نسائی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر سے کچھ آواز سنی فرمایا

عتی صات صفا۔ یہ شخص کب مرا ہے

قالوا مات فی الجاہلیۃ فسرا ذالک

لوگوں نے عرض کیا دو درجاہلیت میں تو آپ کو اس سے مسرت ہوئی۔

(۵) مسند احمد اور مسند بزار میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک غزوہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پتھر حاضر کیا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا این صنعت ہذا؟ یہ کہاں کا تیار شدہ ہے۔

تقالو البقار من - لوگوں نے عرض کیا کہ پارس کا بتا ہوا ہے

(۶) ابو داؤد و جامع ترمذی میں ابیض بن جمال سے مروی ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ مقام ناب میں جو شورا بہ ہے وہ حجر کو عنایت فرما دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے درخواست منظور فرمائی اور وہ ان کو دے دیا گیا جب وہ واپس چلے گئے تو حاضرین مجلس میں سے ایک صحابی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے ان کو کیا دے دیا۔

اتلاری ما قطعت لہ یارسول اللہ
ترجمہ :- آپ نے تو ان کو بنا بنایا پانی (جو بلا کہ و کاوش کے نمک بن سکتا ہے) دے دیا۔ تو
آنحضرت نے ان سے واپس لے لیا۔

ف :- اس روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت فداہ ابی داعی روحی و قلبی کو اس زمین کی مخصوص حیثیت معلوم نہیں تھی اور اسی لاعلمی کی وجہ سے ابیض بن جمال کو عطا فرمادی تھی لیکن جب بعد میں ان صحابی کے عرض کرنے سے اس کی حیثیت معلوم ہوئی کہ عام لوگوں کے منافع اس سے وابستہ ہیں) تو آپ نے اس کو واپس لے لیا۔

(۷) صحیح بخاری صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء تشریف لے گئے تو میں نے آنحضرت کے وضو کے لیے پانی بھر کر رکھ دیا۔ جب باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ من وضع هذا فاخبر فقال اللهم فقہہ فی الدین و علمہ التاویل
ترجمہ :- یہ کس نے رکھا ہے تو آنحضرت کو اطلاع دی گئی کہ میں نے رکھا ہے تو آپ میرے لیے
تفقہ فی الدین اور علم تاویل قرآن فی دعا فرمائی۔

ف :- اس روایت سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر آنحضرت کو پانی رکھنے والے کی اطلاع دوسروں نے دی

(۸) سنن ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بخاری میں مبتلا تھا اور مسجد میں پڑا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے پس آپ نے فرمایا

من احسن الفتى الدوسى ثلاث مرات فقال رجل يا رسول الله هو ذا ايوحك
 فى جانب المسجد فاقبل يمشى حتى وصل الى موضع يده على
 ترجمہ :- کسی نے دوسری حیران (ابو ہریرہ) کو دیکھا ہے یہ آپ نے تین دفعہ فرمایا تو ایک شخص نے
 عرض کیا حضرت! وہ یہ ہیں بخاری میں بتلا ہیں مسجد کے گوشہ میں ہیں پس آپ میری طرف چلے
 اور میرے پاس پہنچ کر اپنا دست مبارک مجھ پر رکھ دیا۔

فت :- اس روایت سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسجد
 میں ہونے کی اطلاع آنحضرت کو نہ تھی دوسرے شخص کے مطلع کرنے سے آپ کو خبر ہوئی۔

(۹) مصنف ابن ابی شیبہ میں عبد الرحمن ابن الاذہر سے مروی ہے کہ

رایت رسول الله صلى الله عليه وسلم عام الفتح وانا غلام شاب

يسئل عن منزل خالد بن الوليد

ترجمہ :- میں نے فتح مکہ کے سال (جبکہ میں جوان لڑکا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
 کہ آپ خالد بن ولید کے گھر کا پتہ پوچھتے تھے۔

(۱۰) صحیح بخاری یا صحیح مسلم، سنن نسائی اور سنن ابوداؤد میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے خالد بن ولید نے بیان کیا کہ میں ایک بار اپنی خانہ
 حضرت یمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا تو میں نے ان کے پاس بھنی ہوئی گوہ دیکھی جس کو
 ان کی بہن "حنیدہ" بخند سے لائی تھی۔ گوہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر
 دی گئی اور آنحضرت کی عادت شریفہ تھی کہ جب تک کھانے کی کیفیت نہ بیان کر دی جاتی اور اس
 کا نام نہ بتلا دیا جاتا آپ اس کی طرف بہت کم ہاتھ بڑھاتے تھے۔

وكان قلما يقدم يديه لطعام حتى يحدث عنه ويسمى له فاهوى

بيده الى الصنب فقالت امرأة اخبرن رسول الله صلى الله عليه وسلم

بما قدمته له قلن هو الصنب يا رسول الله فرجع يده

ترجمہ :- پس آپ نے اپنا دست مبارک گوہ کی طرف بڑھایا تو ایک عورت نے کہا کہ آنحضرت کو بتادیا

کہ آپ کے سامنے کیا رکھا گیا ہے۔ (چنانچہ ازواج مطہرات میں سے جو حاضر تھیں) انہوں

نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ گوہ ہے تو آنحضرت نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔
 ف۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ جب گوہ آپ کے سامنے رکھی گئی تو آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ
 گوہ ہے حتیٰ کہ آپ نے کھانے کے لیے ہاتھ بھی بڑھا دیا اور بعد میں دوسروں کے بتانے سے اس
 کا علم ہوا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔

(۱۱) طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ میرے
 پاس معمولی درجہ کی کھجوریں تھیں۔ میں نے ان کھجور کو دے کر ان کے بدلے ان سے اُدھی عمدہ کھجوریں
 لے لیں اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیں۔ آپ نے فرمایا ان سے اچھی کھجوریں ہم نے آج تک
 نہیں دیکھیں۔ تم یہ کہاں سے لائے۔ (حضرت بلال کہتے ہیں)

فحدثہ بما صنعت فقال انطلق فردہ علی صاحبہ
 میں نے وہ تبادلے کا واقعہ بیان کر دیا تو آنحضرت نے فرمایا اچھی جاؤ اور ان کو واپس کر کے
 آؤ (کیونکہ یہ سود ہو گیا ہے)

(۱۲) مصنف عبد الرزاق میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک
 دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بعض ازواج کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں
 بہت عمدہ کھجوریں دیکھیں۔ دریافت فرمایا یہ کھجوریں تمہارے پاس کہاں سے آئیں انہوں نے کہا
 قلن ابد لنا صاعین بصاع فقال لا صاعین بصاع ولا درہمین بدرہم
 ہم نے دو صاع اپنی معمولی کھجوریں دے کر یہ ایک صاع اچھی کھجوریں لے لی ہیں۔ آنحضرت نے
 فرمایا کہ ایک صاع کے بدلے دو صاع اور ایک درہم کے بدلے دو درہم جائز نہیں ہیں۔
 ف۔ ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ آپ کو اس ناجائز تبادلے کی اطلاع دوسروں کے
 عرض کرنے سے ہوئی۔

(۱۳) روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور امام احمد نے مسند میں اور ابو نعیم نے کتاب
 المعرفة میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور عبد الرزاق نے ابو امامہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے اور ابن جریر نے ابن ساعدہ سے کہ جب اہل قبا کی شان میں آیت طہارت نازل ہوئی۔
 ما ہذا الطہور الذی قد خصتم فی ہذا الایۃ وفی بعض الروایات فما

طہورکم و فی بعضہا ان اللہ قد اتنی علیکم فی الطہور خیراً
 تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل قبا کو بلا کر دریافت فرمایا کہ تمہاری وہ خاص طہارت
 کیا ہے جس کی تعریف خداوند تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں فرماتا ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہم استنجا
 میں ڈھیلے کے ساتھ پانی بھی استعمال کرتے ہیں۔

(۱۴) صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد اور سنن نسائی میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے مروی ہے کہ ایک غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے ہجرت
 پر آپ سے بیعت کی اور آپ کو یہ علم نہ تھا۔

ولم یثعر انہ عبد فجاء سیدہ یریدہ فقال لہ صلی اللہ
 علیہ وسلم بعینہ فاشتراہ بعبدین اسودین ثم لم یباع
 احداً بعدہ حتی لیسل اعبدہو

کہ وہ غلام ہے بعد میں اس کے لیتے کے ارادہ سے اس کا آقا گیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ تم
 اس غلام کو ہمارے ہاتھ بیچ دو۔ چنانچہ آپ نے دو حبشی غلام دے کر اس کو خرید لیا اور اس کے بعد
 آپ کسی کو بیعت نہیں کرتے تھے جب تک یہ دریافت نہ فرمائیں کہ وہ غلام نہیں ہے۔

(۱۵) صحیح بخاری، جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے مروی ہے کہ مدینہ میں سریانی زبان جاننے والے صرف یہودی تھے۔ اگر کہیں سے سریانی میں خط
 آتا تو وہی پڑھتے اور کسی کو سریانی میں کچھ لکھوانا ہوتا تو وہ انہیں سے لکھواتا۔ جب آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ نے مجھ کو سریانی سیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا
 خدا کی قسم میں اپنی خط و کتابت میں یہودیوں کی طرف سے مطمئن نہیں۔ پس نصف مہینہ پورا نہیں
 ہوا تھا کہ میں نے سریانی زبان سیکھ لی اور مجھے اس میں خاص مہارت ہو گئی۔ پھر میں ہی آنحضرت
 کی طرف سے یہودیوں کو لکھواتا اور میں ہی ان کے خطوط پڑھتا تھا۔

نوٹ ۱۔ اس روایت میں یہودیوں کی طرف سے جس خطرے کا ذکر ہے وہ جب ہی ممکن ہے کہ آنحضرت
 کو اس سریانی زبان کا علم نہ ہو جس کا حکم اس زمانہ کے یہودیوں کو تھا اگرچہ مدعا کے لیے آپ کا "امی"
 ہونا بھی کافی ہے۔ جس کی شہادت قرآن مجید میں دی گئی ہے۔ مگر ہم نے یہ روایت اس لیے نقل کر دی

کہ یہ ایتھت کی ایک عملی تفسیر ہے جس کے بعد کسی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ تاویل صرف اقوال و الفاظ میں چل سکتی ہے نہ کہ واقعات و حالات میں۔ یہاں تک پانچ آیتوں اور پندرہ حدیثوں سے صرف یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عہد رسالت میں بہت سے جزئی واقعات پیش آتے تھے اور آنحضرت قدس سرہ ابی و امی روحی و قلبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اطلاع نہیں ہوتی تھی اور دوسرے لوگوں کو ہو جاتی تھی۔ لیکن صرف ان جزئی معلومات کی وجہ سے اجن کو امر دین و دیانت اور فرائض نبوت و رسالت سے کوئی خاص تعلق بھی نہیں آتا ان دوسرے لوگوں کو آنحضرت سے زیادہ علم وان کہا جاسکتا ہے اور نہ ان علوم کے عدم حصول سے آپ کے کمال علمی میں کمی آتی ہے۔

عجیب نکتہ

حضرت ایشخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین باب فضائل ثقب قدر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ، ادم نوالہ نے جہاں قرآن مجید فرقان حمید میں سرور و جہاں شفیق عاصیا بنی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے جن چیزوں کے متعلق وَمَا آذَانَکَ فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا علم آپ کو عطا فرمایا ہے اور جہاں وَمَا یُدْرِیکَ فرمایا ہے اس چیز کی اطلاع آپ کو نہیں دی جیسا کہ قیامت کے متعلق فرمایا ہے۔

وَمَا یُدْرِیکَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَکُونُ قَرِیبًا (سورۃ احزاب)

ترجمہ :- اور کس چیز نے تجھے خبردار کیا جو کب آدے گی قیامت یعنی تو ہرگز نہیں جانتا اس کے آنے

کا وقت۔ (ترجمہ از شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت شاہ جیلانیؒ کے ارشاد کی مزید تشریح

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا
 ۱۱، الْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ وَمَا أَذْرَانُکَ مَا الْقَارِعَةُ یَوْمَ یَکُونُ النَّاسُ
 کَالْفَرَاشِ الْمَبْتُوتِ وَتَکُونُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوتِ
 ترجمہ :- وہ لڑکھڑانے والی۔ کیسی ہے لڑکھڑانے والی۔ اے پیغمبر! تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔
 لڑکھڑانے والی۔ ہم تجھے بتاتے ہیں کہ وہ لڑکھڑانے والی کیا ہے۔ اس دن لوگ ہوں گے۔

مثل اڑے ہوئے پتنگوں کے۔ اور ہوں گے پہاڑ مثل دھنی ہوئی روٹی کے۔

(۲) اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ
خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ سَهْوٍ ۚ

ترجمہ :- تحقیق ہم نے اتارا قرآن مجید کو قدر والی رات۔ اسے پیغمبر! تجھے کیا معلوم کہ قدر والی رات
کیا ہے۔ ہم تجھے بتاتے ہیں کہ قدر والی رات بہتر ہے ہزار ہینے سے۔

(۳) وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ۚ وَمَا اَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۚ اَللَّجْمُ السَّاقِبُ ۚ
ترجمہ :- تم ہے مجھے آسمان اور طارق کی اسے پیغمبر! تجھے کیا معلوم طارق کیا ہے۔ ہم تجھے بتاتے ہیں
طارق کیا ہے۔ وہ چمکتا ستارہ ہے۔

(۴) وَمَا اَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۚ ثُمَّ مَا اَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ۚ يَوْمَ
لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ سَيْئًا ۚ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ ۚ
ترجمہ :- اسے پیغمبر! تجھے کیا معلوم ہے فیصلے کا دن۔ پھر اسے پیغمبر! تجھے کیا معلوم کیا ہے فیصلے کا دن
ہم تجھے بتاتے ہیں اس دن نہیں مالک ہوگا کوئی کسی کا۔ اس دن اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے
یے ہوگا۔ تو

حضرت شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بات آیات قرآنی کی روشنی میں نکھر کر سامنے آگئی کہ اللہ
تعالیٰ نے جہاں آپ کو دُعا اُدْرَاک فرمایا۔ آگے اس چیز کو بیان کر دیا اور جہاں دُعا اُدْرَاک فرمایا۔ اس
چیز کا علم آپ کو عطا نہیں فرمایا۔ جیسا کہ دُعا اُدْرَاک لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا۔ یعنی علم وقوع قیامت
آپ کو عطا نہیں کیا گیا۔ اس کی تائید قرآن مجید کی متعدد آیات اور بیشتر احادیث مبارکہ سے ہوتی ہے
ہم پہلے قرآن مجید کی آیات بیان کرتے ہیں۔

(۱) یَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسَلُهَا قُلْ اِنَّمَا عَلِمَهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَآ
یَجْلِیُّهَا لَوْ قَرَّبَهَا الْاُھُوْطُ (پارہ ۹ رکوع ۱۳)

ترجمہ :- اسے میرے پیارے رسول! لوگ آپ سے قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ کب ہوگی۔
(تاریخ بناؤ) آپ فرمادیجئے۔ اس کی خبر صرف میرے پروردگار کو ہے۔ وہی اس کو مناسب
وقت میں ظاہر کرے گا۔

(۱۲) یَسْأَلُونَكَ كَمَا تَنَزَّلُ حَقًّا عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ -

(پارہ ۹ رکوع ۱۳)

ترجمہ :- اے میرے پیارے نبی! قیامت کے متعلق تو آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا کہ تو اس کی ٹوہ میں ہے۔ آپ بتا دیجئے اس کی خبر تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

(۱۳) وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ

عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ (پارہ ۲۹ رکوع ۲)

ترجمہ :- اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ (دفعہ قیامت کا) کب ہو گا۔ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ۔ اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیجئے اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور میں تو صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

(۱۴) وَعِنْدَ مَا مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (سورۃ النعام)

ترجمہ :- اور اسی کے پاس ہیں غیب کی چابیاں نہیں جانتا ان کو کوئی مگر اللہ ہی۔

نو :- حدیث شریف میں صاف صراحت کے ساتھ آیا ہے کہ "مفاتیح الغیب" غیب کی چابیاں سے مراد علوم خمسہ ہیں اور ان علوم خمسہ کی وضاحت قرآن مجید نے کر دی ہے۔

(۱۵) إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۖ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ ۖ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ عِندَ اللَّهِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مِّمَّا يَكْسِبُ

أَرْضٍ تَمُوتُ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۖ

(۲۱ پارہ سورۃ لقمان آخری آیت کریمہ)

ترجمہ :- علم قیامت اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش اتارتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے

رحم میں کیا ہے اور کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کل کیا کرے گا اور نہ کسی جان کو معلوم ہے کہ وہ کون

سی زمین میں مرے گی۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے۔

حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۲ھ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

فَعِلْمُ وَقْتِ السَّاعَةِ لَا يَعْلَمُهُ بِنِي مَرْسَلٍ وَلَا مَلِكٍ مَّقْرَبٍ ۖ

ترجمہ :- پس قیامت کے دفعہ کا علم کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل نہیں جانتا۔

تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت ہے۔

قال ابن عباس هذه الخمسة لا يعلمها ملك مقرب ولا نبي مصطفى
فمن ادعى انه يعلم شيئاً من هذه فإنه كفر بالقرآن۔

ترجمہ :- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ان پانچ چیزوں کا علم کوئی مقرب
فرشتہ اور بزرگزیدہ نبی بھی نہیں جانتا اور جو شخص ان علوم خمسہ کے جاننے کا دعویٰ کرے تو
اس نے قرآن مجید کا انکار کیا۔

تفسیر معالم التنزیل بر حاشیہ خازن صفحہ ۱۱۶ پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا ارشاد نقل ہے۔

قال ابن مسعود اوتی نبیکم علم کل شیء الا مفاتیح الغیب

ترجمہ :- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے لوگو! تمہارے نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو ہر ایک شے کا علم (بکثرت) دیا گیا۔ مگر مفاتیح الغیب (علوم خمسہ) کا علم نہیں دیا گیا۔
تفسیر مدارک میں سورہ لقمان کی اسخبری آیت کے تحت لکھا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ

علیہ کے زمانہ میں خلیفہ منصور نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا اور اس سے پوچھا۔ میری عمر کتنی ہے
اس نے پانچ انگلیوں کا اشارہ کیا۔ صبح معتبرین سے اس کی تعبیر پوچھی تو کسی نے کہا اے خلیفہ! آپ کی
عمر پانچ سال ہے کسی نے کہا پانچ مہینے ہیں کسی نے کہا پانچ دن۔ اس کی تعبیر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ
اللہ علیہ سے پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: کہ ملک الموت (حضرت عزرائیلؑ) نے جو پانچ انگلیوں کا اشارہ
کیا ہے تو اس کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی المتوفی ۱۲۲۵ھ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر منہری میں سورہ

اعراف زیر آیت انما علمہا عند ربی کے تحت فرماتے ہیں۔

استأثر بعلمها لا يعلمها الا هو لم یطلع علیہ ملکا مقرباً ولا نبیا مرسلًا

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے علم قیامت کو اپنے لئے خاص کر لیا ہے اور اس کے وقوع (یعنی تاریخ) کو
اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی اس نے اس بات پر کسی مقرب اور نبی مرسل کو اطلاع دی۔
امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۶۲ھ تفسیر جلالین میں قل انما علمہا عند اللہ

سورت احزاب کے تحت فرماتے ہیں۔

انت لا تعلمہا

ترجمہ :- اے پیغمبر! آپ قیامت کے وقوع کا علم نہیں رکھتے۔

تفسیر خان میں اس آیت کے تحت ہے۔

ان الله تعالى قد استأثر به ولم يطلع عليه نبياً ولا ملكاً

ترجمہ :- بے شک اللہ پاک نے خاص کر لیا اپنے ساتھ قیامت کا علم اور اس پر کسی نبی اور فرشتہ کو

اطلاع نہیں دی۔

بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث کے تمام مدارس میں پڑھائی جانے والی تفسیر بیضاوی میں سورہ احزاب کی آیت قل انما علمها عند اللہ کے تحت ہے۔

لم يطلع عليها ملكاً و نبياً۔

ترجمہ :- وقوع قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اس پر کسی فرشتے اور نبی کو اطلاع نہیں دی۔

پیارے ناظرین! آپ نے کچھ صفحات میں قرآن پاک کی آیات اور اس کے تحت جلیل القدر مستند

مسلم مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم کی تفسیر بھی لکھی ہے۔ فرمائی تو بات آپ کے سامنے نکھر کر آگئی کہ وقوع قیامت کا علم

کسی مقرب فرشتے اور چنے ہوئے نبی رسول کو بھی نہیں دیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ نے تو

بات اور صاف کر دی کہ اے مسلمانو! تمہارے نبی یعنی آقائے نامدار حبیب کریم و گار شافع روز شمار حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی علوم خمسہ یعنی (۱) قیامت کا علم (۲) بارش کا علم (۳) ماں کے رحم کا علم (۴) ہر جان

کل کیا کماٹے گی، (۵) اور کس زمین میں مرنا ہے۔ کا علم عطا نہیں کیا گیا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے تو یہاں تک فرمادیا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا ان پانچ چیزوں کا علم کسی کے لیے عطائی طور

پر بھی مانے تو اس نے قرآن پاک کا انکار کیا اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۵۰ھ کا بھی

یہی عقیدہ ہے۔ اب ہم حدیث شریف کی روشنی میں اس مسئلہ کو حل کرتے ہیں۔

حدیث جبرائیل کو احادیث مبارکہ میں وہ مقام حاصل ہے جو قرآن پاک میں سورہ فاتحہ کو حاصل ہے

یہ حدیث حضرت امام بخاری امیر المؤمنین فی الحدیث رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۵۶ھ اپنی کتاب بخاری

شریف میں تین جگہ لائے ہیں۔ (۱) کتاب الایمان (۲) کتاب الاستسقاء۔ (۳) کتاب التفسیر

بخاری شریف کے علاوہ یہ حدیث مبارک صحیح مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، سند
 امام احمد بن حنبل، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابودعوانہ، ابن جریر، ابن ابی شیبہ، بیہقی، بزار، طبرانی اور
 شکرۃ میں آئی ہے گو یا کہ یہ حدیث احادیث کی اکثر و بیشتر کتب میں موجود ہے۔ اس حدیث کے راوی
 حضرت عمر حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت بکر بن عبدالمطلب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت
 عبداللہ بن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوعامر اشعری، حضرت جریر بن بحلی، حضرت ابوسبی
 اشعری اور حضرت عبدالرحمن بن غنم نہ عنوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔
 بخاری شریف کتاب الایمان میں ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأذنا
 یوماً للناس فاتاہ رجل فقال ما الایمان قال الایمان ان
 تؤمن باللہ وملتئکتہ وبلغتہ وکتبہ ویرسلہ و
 تؤمن بالبعث قال ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ
 ولا تشکرک بہ شیئاً وتقیم الصلوۃ وتودی الزکوۃ المقرو
 وتصوم رمضان قال ما الاحسان قال ان تعبد اللہ
 کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک قال متى الساعة
 قال ما المسئول عنها با علم من السائل وساخبرک عن
 اشراطها اذا ولدت الامۃ ربها واطا اول رعاۃ
 الابل البہم فی البیان فی خمس لا یعلمہن الا اللہ ثم
 تلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عندک علم الساعۃ
 الایۃ ثم اذ بر فقال ردوہ فلم یروا شیئاً فقال هذا
 جبریل جاء یعلم الناس دینہم

ترجمہ :- حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہا انہوں نے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں
 میں سامنے بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا ایمان کسے کہتے ہیں۔ آپ
 نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس سے ملنے کا اور اس کی کتابوں کا

اور اس کے پیغمبروں کا یقین کرے اور مر کر جی اٹھنے کو مانے۔ اس نے پوچھا اسلام کیا ہے آپ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اس کے ساتھ شرک نہ کرے اور نماز کو ٹھیک طور پر ادا کرے اور فرض زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔ اس نے پوچھا احسان کیا ہے آپ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی ایسے عبادت کر جیسا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا خیال کر کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ یعنی خوب دل لگا کر عبادت کر۔ اس نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی۔ آپ نے فرمایا جس سے تو پوچھتا ہے وہ بھی پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا یعنی میں اور تو دونوں نہ جانتے ہیں برابر ہیں اور میں تجھ کو اس کی نشانیاں بتائے دیتا ہوں۔ جب لو نڈھی اپنے میاں کو چھنے۔ یعنی اولاد نا فرمان ہو گی جب کالے اور ٹٹ چرانے والے لمبی لمبی عمارتیں تعمیر کر لیں۔ یعنی نہایت غریب لوگ امیر بن جائیں۔ قیامت ان پانچ باتوں میں ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آنحضرت نے (سورہ لہمان) کی یہ آیت پڑھی۔ بے شک اللہ ہی جانتا ہے قیامت کب آئے گی آخر آیت تک۔ پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا تو آنحضرت نے فرمایا اس کو میرے سامنے لاؤ۔ (لوگ گئے) تو وہاں کسی کو نہ دیکھا تب آپ نے فرمایا یہ جہر مل تھے لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان فصل میں بھی آئی ہے اس کے تحت شیخ المشائخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں۔

نیست انکس کہ پر سیدہ شدہ اور از وقت قیام ساعت دانائز از کسے کہ پر سیدہ است یعنی نیستم من دانائز از تو بدان یعنی من و تو ہر دو برابریم و رنا دانستن آن بلکہ ہر سائل و مستول ہمیں حالی وارد کہ آن و اجر خداوند تعالیٰ کسے نداند۔ و دے تعالیٰ ہیکس را از بلائیکہ و رسل بر آن اطلاع ندادہ (اشعۃ اللغات شرح مشکوٰۃ جلد اول ص ۴۵)

نظر جبرہ۔ نہیں ہے وہ شخص جس سے قیامت کے قائم ہونے کا وقت پوچھا گیا زیادہ جاننے والا پوچھنے والے سے۔ یعنی میں تجھ سے زیادہ جاننے والا نہیں ہوں۔ یعنی میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور تو (سید الملائکہ جبرائیل علیہ السلام) دونوں (علم قیامت) نہ جانتے ہیں برابر ہیں بلکہ ہر سائل اور مستول یہی حال رکھتا ہے کہ اس کو سوائے خداوند تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا

اور اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی بلائکہ اور رسولوں سے (قیامت کی تاریخ اور وقت) اس پر اطلاع نہیں بخشی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۳۳۳ مطبع نول کشورہ پر فرماتے ہیں۔

تعیین وقت وہی جز علام الغیوب نداند و پچ کس را بداراں راہ نداده اند۔ این قدر ہست۔ کہ علامات کہ پیش از دے بوجود آید و نشان قرب دے گر دو نہادہ۔

ترجمہ :- قیامت کا معین وقت سوائے علام الغیوب خداوند تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور کسی کو بھی اس کی خبر نہیں دی جاے اس قدر ہے کہ اس کی علامات اور نشانات جو اس سے پہلے ہوں گے ان کو بتا دیا۔

مشکوٰۃ شریف میں بحوالہ مسلم شریف باب قرب الساعة فصل اول میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے اپنے انتقال سے صرف ایک مہینہ پہلے۔

تسألونی عن الساعة وانما علمها عند الله

ترجمہ :- تم مجھ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہو اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ و تشریح اس طرح لکھتے ہیں۔

مے پر سید را از وقت قیام قیامت و نیست علم به تعیین وقت آن مگر نزد خدا عزوجل

یعنی از وقت وقوع مے پر سید آن خود معلوم من نیست و آنرا جز خدا تعالیٰ انداند

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۳۷۷)

ترجمہ :- تم مجھ سے قیامت کے قائم ہونے کے متعلق پوچھتے ہو اس کا مقررہ وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ یعنی تم قیامت کبریٰ کے وقوع کا وقت مجھ سے پوچھتے ہو وہ مجھے خود کو بھی معلوم نہیں اس کو سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

پیارے ناظرین! جب بریلوی دستوں کے سامنے یہ تمام عبارات رکھی جاتی ہیں تو جواب یہ ملتا ہے کہ قیامت اس وقت واقع ہوگی جب ایسا ایسا ہوگا تو یہ بھی علم قیامت ہے لیکن اس سے

کسی کو انکار ہے کہ آپ نے قرب قیامت کی نشانیوں نہیں بتائیں۔ محل نزاع تو یہ ہے کہ جب علم غیب کلی و تفصیلی ہوا اور آنحضرت مذاہ ابی دامتی روحی و قلبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب دان ٹھہرے۔ آپ پر سب کچھ مثل ہاتھ کی پھیلی کے ظاہر ہے تو قیامت کی تاریخ بھی معلوم ہونی چاہیے لیکن آپ مندرجہ بالا مستند کتابوں مسلم بزرگوں کے حوالہ جات بالخصوص حضرت ایشخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت دوبارہ سے بارہ پڑھیں تو حقیقت آپ کے سامنے آجائے گی۔ ہم نے حضرت ایشخ محدث دہلوی کے حوالہ جات بکثرت اس لیے دیئے ہیں کہ ہمارے بریلوی دوستوں نے متحدہ ہندوستان کے اکثر بزرگوں کو معاف نہیں کیا لیکن آپ کے ساتھ کچھ زیادہ محبت و عقیدت کا دم مہرتے ہیں لیکن حضرت ایشخ صاحب بھی ان کا ساتھ نہیں دے رہے۔

حضرت ایشخ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کتنی وضاحت سے فرما رہے ہیں۔

«کہ وقوع قیامت کا علم آنحضرت کو نہیں دیا گیا»

ارشاد قرآنی ہے۔

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ وَمَا يَشْعُرُونَ
آيَاتِنَا يُبْعَثُونَ ۝ (پارہ ۲۰، رکوع ۱)

ترجمہ :- کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ ہے آسمانوں اور زمین میں پھپی بات کو جو پردے میں ہے۔ یعنی فرشتے اور جن اور آدمی ان سب سے کسی کو غیب کی خبر نہیں مگر خدا تعالیٰ ہی کو ہے جو وہی جانتا ہے غیب کی خبر اور خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے کہ کس وقت یہ مردے سب جی اٹھیں گے یعنی کسی کو غیب کی خبر نہیں کہ قیامت کب ہوگی (موضح القرآن تفسیر از شاہ عبدالقادر دہلوی)

نو :- اس آیت کریمہ کے تحت حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۴ھ اپنی مستند و شہرہ آفاق تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۳۷۳ پر فرماتے ہیں۔

كما في الصحيح المسموع ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لجبريل
وقد سأل عن الساعة ما المسئول عنها با علم من السائل اي تساوي في
العجز عن درك ذلك علم المسئول والسائل

ترجمہ :- جیسا کہ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ آنحضرت نے وقتِ قیامت کے سوال کے جواب میں حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ مسؤل یعنی میں سائل سے یعنی تم سے اس بارہ میں زیادہ علم نہیں رکھتا۔ مطلب یہ تھا کہ اس علم کی تحصیل سے عاجز رہنے رہنے میں سائل اور مسؤل (دونوں) برابر ہیں۔

پیارے ناظرین! دیکھئے حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بھی آنحضرت مدظلہ العالی رضی اللہ عنہما اور سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام کو نہ جانتے ہیں برابر تبار ہے ہیں لیکن بریلوی جماعت کے حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی حال مقیم گجرات اپنی کتاب جاء الحق میں اس حدیث جبریل کا ترجمہ غلط کر رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

”کہ المسؤل عنہا با علم من السائل کا معنی یہ ہے کہ اے جبرائیل میں اور تو اس علم قیامت کے جانتے میں برابر ہیں“

پیارے ناظرین! ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ ان الفاظ کا ترجمہ مفہوم کسی بھی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، بالخصوص حنفی بزرگ د عالم نہیں کیا۔ جو ترجمہ یہ بریلوی بزرگ اور مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی کے شاگرد اور جناب اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب کے سچے عاشق کر رہے ہیں۔ بریلوی جماعت کے معتمد بزرگ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ یہ ہے۔

”کہ اے جبریل میں اور تو (دونوں) علم قیامت کے نہ جانتے میں برابر ہیں“

پیارے ناظرین! اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے اگر آپ واقعی تحقیق کرنا چاہیں تو ہمارے پاس تشریف لادیں ہر دو کتب آپ کے سامنے رکھ دی جائیں گی اور انصاف کا ترازو آپ کے ہاتھ میں ہو گا۔ جو لوگ حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترجمہ غلط کرتے ہیں وہ تفسیر اور اقوال بزرگان دین میں کیوں نہ اپنے ہاتھ کی صفائی دکھاتے ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاءُكُمْ فَيَأْكُمُوا بِهَا لَكُمْ وَلَا يَحْتُمِلُونَكُمْ وَلَا

یفتونکم (رداء مسلم و مشکوٰۃ صفحہ ۲۸)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔ ایسے لوگ آخروں کے ہیں تلبیس کرنے والے بہت جھوٹ بولنے والے لائیں گے تمہارے پاس ایسی حدیثیں جو تم اور تمہارے باپ دادا نہیں سنتی ہوں گی۔ پس درود ایسے لوگوں کو اپنے سے یعنی ان سے محبت نہ رکھو تا کہ تم کو گمراہ نہ کر سکیں اور فتنہ میں نہ ڈال سکیں پیارے ناظرین! اب آپ خود ہی سوچیں یہ حدیث کن لوگوں پر پوری اترتی ہے۔ بریلوی بزرگوں کا تانا بانا اور اورٹھنا بچھونا ہی چند موضوع بناوٹی اختراعی خود ساختہ حدیثیں ہیں بس یوں ہی محفل میں گرمی پیدا کرنے کے لئے کسی امام کا نام لے لیا۔ عوام بیچارے کیا سمجھیں کہ جن امام کا یہ ذکر کر رہے ہیں وہ عالموں کے امام ہیں یا جاہلوں کے۔ حضرت مفتی صاحب نے تو بیرونی علماء کا نام تازہ کر دیا۔ یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ ہمارے پاس ان کی اور ان کی جماعت کے مشہور مبلغین و واعظین کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں۔ حدیث و قرآن کا مفہوم بدلنا تو ان صاحبوں کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے یہ ہیں بریلوی جماعت کے حکیم الامت جناب مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی گجراتی جب ان کا یہ حال ہے تو چھوٹے چھوٹے ندی نالوں کا اندازہ آپ خود لگالیں۔

بڑے بھولے بڑے سیدھے کہیں کے

ذرا دھتے تو دیکھو آستیں کے

اعلیٰ حضرت جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے بعد بریلوی جماعت میں از روئے

کتب نویسی کے ان کا دوسرا نمبر ہے۔ خدا معلوم جن کا تیسرا نمبر ہے وہ کیا گل کھلاتے ہوں گے۔

آئینہ دیکھ اپنا سامنے لے کے رہ گئے

صاحب کو اپنے حن پر کتنا غور تھا۔

علامہ اقبال مرحوم کیا خوب فرماتے ہیں۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

علم غیب کے متعلق فقہاء حنفیہ کا متفقہ فیصلہ

علم غیب کے متعلق فقہاء حنفیہ کا متفقہ فیصلہ

رجل تزوج بغير شهود فقال الرجل والمرأة خدا ورسول را گواہ کر دیم قالوا یكون کفراً لانه اعتقاد ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب وهو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت
 فتاویٰ قاضی خاں جلد ۷ صفحہ ۲۶۸ مصنفہ امام حسن بن منصور المعروف قاضی خاں متوفی ۵۹۲ھ
 ترجمہ :- کسی شخص نے نکاح کیا اور کہا کہ ہم اللہ اور رسول کو گواہ کرتے ہیں فقہاء کہتے ہیں کہ وہ کافر ہو گیا کیونکہ اس نے اعتقاد کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب دان ہیں حالانکہ جب آپ زندہ تھے تو اس وقت بھی غیب دان نہیں تھے تو فوت ہو جانے کے بعد کس طرح عالم الغیب ہو گئے۔

ایسے ہی فقہ حنفی کی معتبر کتاب تاتارخانیہ میں ہے۔

رجل تزوج امرأة ولم یحضره شهود فقال خدا ورسول را یا فرشتگان را گواہ کر دم بطل النکاح وکفر النکاح لا اعتقاد ان الرسول والملائكة تعلم الغیب وتسمع النداء اور رنگ زیب عالمگیر کے حکم سے پانچ سوجید فقہاء علماء احناف کا مرتبہ فتاویٰ بنام فتاویٰ عالمگیری ۱۱۸۸ھ جلد ۲ صفحہ ۲۰ امام محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۸۸ھ کی مرتب کردہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب در مختار جلد ۲ صفحہ ۷۔

مصر کے فقیہ اعظم مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۰ھ اپنی مشہور فقہ کی کتاب بحر الرائق شرح کنز الدقائق جلد ۳ صفحہ ۹۲ امام محمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۷۷ھ فتاویٰ بزار یہ میں شام کے مفتی اعظم ابن عابدین فتاویٰ شامی جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ قاضی تناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۲۵ھ مالابدمنہ میں مولانا ابوالحسن عبدالحی لکھنوی محشی ہدایہ وشرح وقایہ کتب جلیہ فقہ حنفیہ و موطا امام محمد متوفی ۱۳۰۸ھ اپنے فتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۷ پر بھی لکھا ہے۔

فقہاء احناف میں مجتہد اعظم شارح ہدایہ امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ اپنی مشہور کتاب سامرہ جلد ۲ صفحہ ۸۸ پر لکھتے ہیں۔

ذکر الحنفیة تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 یعلم الغیب لمعارضنة قوله تعالى قل لا یعلم من فی السموات

وَالْأَرْضِ الْغَيْبِ إِلَّا اللَّهُ

ترجمہ :- حنفی علماء نے صراحت کے ساتھ اس شخص کی تکفیر کی ہے جو یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب دان ہیں اس لیے کہ یہ بات قرآن مجید کی آیت قل لا یعلم غیباً سوا اللہ تعالیٰ ہے۔
 ف :- یہی بات گیارہویں صدی کے مجدد و امام ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۵۸۵ھ نے شرح فقہ اکبر ۱۸۵ پر لکھی ہے۔

پیارے ناظرین! ہم نے تمام جید علماء، فقہاء محدثین، مفسرین اور بزرگان دین کے اقوال لکھ دیئے ہیں اور ساتھ ہی ہر بزرگ، عالم کاسن و ذات بھی درج کیا ہے جس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسئلہ علم غیب کے متعلق ہر صدی کے جید علماء نے صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم غیب، غیب دان نہیں ہے حتیٰ کہ رسول خدا حبیب خدا اشرف الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی غیب دان نہیں اور جو یہ عقیدہ ناپسندیدہ رکھے وہ بالاتفاق کافر ہے تو اب حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۶۱ھ کی بات لکھ کر سامنے آگئی کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر کو و ما ادراک فرمایا ہے اس چیز کا علم آپ کو دے دیا اور جہاں و ما یدریک فرمایا ہے اس چیز کا علم آپ کو نہیں دیا ہے۔ اس سے مقصود و معاذ اللہ آپ کی تنقیص نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ غیب دان ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت محاص ہے جو کسی میں نہیں آسکتی جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں لاشریک ہیں اسی طرح وہ اپنی صفات، کمالات اور اختیارات میں بھی لاشریک ہیں۔ کیونکہ عالم الغیب (غیب دان) سے مراد یہ ہے کہ جمیع معنیات کلیتاً و جزئیتاً ازلا وابد اکا عالم ہو سو یہ شان باری تعالیٰ اعز و اقدس کی ہے ہاں ایسا کہتے ہیں کہ کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت کے جملہ علوم آپ کو عطا فرمائے ہیں اس کے علاوہ بعض واقعات بوقت ضرورت بقدر ضرورت بتا دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزی کے ساتھ دعا ہے کہ وہ ہمارے عقائد اور عمل دونوں کو درست فرمائے آمین ثم آمین۔

آخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين
 آمين اللهم صل وسلم على محمد وعلى آل محمد كما صليت وسلمت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد

العبد الضعيف محمد حنيف يزواني قصوري

۸ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ
 ۵ جولائی ۱۹۶۸ء بروز جمعہ بوقت عصر

شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تائید میں
 مولانا ابوالکلام آزاد کو متاثر کرنے والی
 اردو زبان میں مسئلہ اجتہاد و تقلید اور عمل بالمحدث کے موضوع پر
 سب سے پہلی

ایک علمی و تحقیقی کتاب

”معیار الحق“

تصنیف :- شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
 پیش لفظ :- حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی گوہر انوالہ رحمۃ اللہ علیہ
 جو کہ سترہ صفحات پر مشتمل ہے جس کے مستقل عنوانات یہ ہیں :-
 اجتہاد و تقلید کی تعریف - مسئلہ اجتہاد و تقلید کی تاریخ - حضرت مجدد الف ثانیؒ
 اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی خدمات - حضرت شیخ الکل کا تعارف - آپ کا تخریجی
 حضرت ایشخ کا تاثر تلامذہ پر - حضرت کی امن پسندی - حضرت کا تحمل معیار الحق کی
 اشاعت وغیرہ ہیں - مصنف کتاب علیہ الرحمۃ نے قرآن و حدیث کے علاوہ ۳۵۵ حید
 حنفی علماء و آئمہ کے اقوال و تقلید میں درج فرمائے ہیں - حدیث قلنتین - حدیث غلس
 حدیث اسفار فجر - حدیث ابراہیم - حدیث مثلین عصر کی عمدہ تحقیق ہے - اس کتاب
 پر پاک و ہند کے ہفت ناموں الاعتصام - توحید - چٹان اور ترجمان دہلی میں تبصرے بھی
 آچکے ہیں - دیدہ زیب ٹائٹل - کتابت طباعت عمدہ - سفید کاغذ - مضبوط جلد - بڑے سائز
 کے ۵۰ صفحات - قیمت صرف دس روپیہ -

ناشر :- مکتبہ نذیریہ - چیچہ وطنی - ضلع ساہیوال

مسلك اہل حدیث پر تنقید کا کتاب

تحریک آزادی فکر

اور
حضرت شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی

تصنیف۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی گوہرانوالہ رحمۃ اللہ علیہ۔

کتاب کیا ہے مسلك اہل حدیث کا مرقع ہے جس کے مستقل عنوانات یہ ہیں :-

تحریک اہل حدیث کا مدوجزر۔ تحریک اہل حدیث کا موقف اور خدمات

برصغیر پاک و ہند میں اہل توحید کی سرگرمیاں۔ ترک تقلید اور اہل حدیث۔ مس

تقلید پر تحقیقی نظر۔ اہل حدیث کی اقتداء۔ ایک مقدس تحریک جو منظام کا تختہ مستحکم

بنی رہی۔ ہفت روزہ الاعتصام میں جتنے مضامین حضرت شیخ الحدیث کے لفظ

اہل حدیث کے نام سے شائع ہوتے رہے ان سب کو یکجا کر کے مع اضافات کے

کتابی صورت میں نہایت آرتاب سے شائع کیا ہے۔ اس کتاب پر الاعتصام

چٹان میں تبصرہ بھی آچکا ہے۔ معیار الحق اور تحریک آزادی فکر دونوں کتابوں

پر عالم اہل حدیث کے پاس ہونا ضروری ہے۔ کوئی لائبریری ان کتابوں سے غا

نہیں رہنی چاہئے۔ کتابت طباعت عمدہ۔ سفید کاغذ۔ مضبوط جلد۔

دیدہ زیب ٹائٹل۔ بڑے سائز کے ۲۴۸ صفحات۔ قیمت ۸ روپیہ

ناشر۔ مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی۔ ضلع ساہیوال

مرزائے قادیان اور علماء اہل حدیث

تالیف:۔ مولانا محمد حنیف یزدانی

اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی انگریز دوستی۔ اس کا دعویٰ نبوت اس کا اخلاق بیان کرنے کے بعد مرزائے قادیان کی زندگی سے لے کر آج تک جس جس اہل حدیث عالم دین نے تحریری۔ تقریری مناظرہ مباہلہ کے طور پر مرزا اور مرزائیت کا رد کیا ہے ان سب کا تذکرہ بالخصوص حضرت شیخ اکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کا فتویٰ مولانا محمد بشیر شہسوانی کا مرزا کے ساتھ سب سے پہلا مناظرہ دہلی میں۔ قاضی محمد سلیمان صوہرپوری مصنف رحمۃ اللعالمین کی پیشینگوئی۔ خدمات مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب یالکوٹی کی کھلی چھٹی بنام مرزائے قادیان۔ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ نسری کے چودہ مناظرے۔ مرزا کے ساتھ مباہلہ۔ حضرت شیخ الحدیث گوہرانوالہ کا نمونہ مرزائے قادیان معمولی اخلاق کی روشنی میں۔ سید محمد شریف گھڑیا لوی کا چیلنج مباہلہ مرزا بشیر الدین محمود، حافظ محمد ابراہیم کبیر پوری کا فسانہ قادیان۔ غرضیکہ روہ پٹری لوی۔ غزنوی ہر ادنیٰ داعی عالم حدیث کی خدمات جلیلہ کا مکمل مفصل تذکرہ۔

اس کتاب پر ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث۔ الاعتصام اور المنبر میں تبصرہ بھی اچکا۔ کتابت۔ طباعت عمدہ۔ بڑے سائز کے ۱۰۰ صفحات۔

قیمت صرف ایک روپیہ

ناشر

مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

ہمارے عقائد

تالیف :- مولانا محمد حنیف یزدانی

اس پچاس صفحہ کتابچہ میں توحید، رسالت، قرآن مجید، صحابہ کرام، اہل بیت، اہل بیت المؤمنین، ائمہ مجتہدین، ائمہ محدثین، ائمہ مجددین، بزرگان دین، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، نماز، نیچکانہ، اور ملائکہ کے متعلق صحیح صحیح عقائد عام فہم اور سلیس الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں جسے معمولی پڑھا لکھا آدمی باسانی سمجھ سکتا ہے۔ ابتدائی طور پر بچوں کے لئے بھی یہ کتابچہ بہت مفید ہے۔ ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث اور المیزان اس پر تبصرہ بھی آچکا ہے کتابت طباعت عمدہ۔ قیمت صرف - ۵۰ پیسہ -

شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی

(تصویر کا دوسرا رخ)

تالیف :- مولانا محمد حنیف یزدانی

روزنامہ نوائے وقت ۲ جون ۱۹۶۸ء میں قاضی عبدالبنی صاحب کو کتب کا مضمون

شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی کے متعلق شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے فاضل بریلوی کو تحریک آزادی کا علمبردار قرار دیا تھا۔ اس ۸ صفحہ پمفلٹ میں حقیقت سے پردے اٹھائے ہوئے مدلل طور پر ثابت کیا ہے کہ فاضل بریلوی نے تحریک آزادی کے علمبرداروں اور حامیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا اور ان کی ہمدردیاں انگریز بہادر کے ساتھ تھیں۔ ادب کے دائرہ میں رہتے ہوئے مولانا یزدانی نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ حق واضح کیا ہے۔ انگریز نے اپنے باغیوں کا نام ”وہابی“ رکھا اور فاضل بریلوی نے وہابی کا نام لے کر ان پر فتوے لگائے۔ وہ تمام فتاویٰ بالتفصیل ذکر کئے ہیں۔ قیمت برائے اشاعت ۱۰ پیسہ

ناشر :- مکتبہ نذیریہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

مرشدِ حیدرآبادی

65

کے

ارشاداتِ تحقیقی

از

مولانا محمد حنیف یزدانی

ناشر



ملکیتہ ہندوستان و پاکستان